ماھنامہ
ستمبر ۲۰۱۰ء

الاشرف

کراچی
Reg.# SC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

7 ستمبر تحفظ ختم نبوت زندہ باد

تمام عالم اسلام کو عید الفطر مبارک ہو!

قادیانیت مردہ باد!!!!

- نماز با جماعت کا اہتمام (تقریر)
- قادیانی غیر مسلم اقلیت کیوں؟
- راہ طریقت
- عرفان شریعت
- وظائف اشرفیہ

جامع مسجد وزیر خان (لاہور)

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی

شوال ۱۴۳۱ھ مطابق ستمبر ۲۰۱۰ء جلد نمبر ۳۱ شمارہ نمبر ۹

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ماھنامہ
الاشرف
کراچی

بانی

اشرف المشائخ
حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف
الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز

روحانی سرپرست

شیخ ملت
حضرت ابو المحمود سید محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابو المکرم سید محمد اشرف جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی

قیمت =/30 روپے | سالانہ =/300 روپے

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم۔ تارک السلطنت محبوب یزدانی
حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ
قطب ربانی
حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

نگران انتظامی امور :	سید اعراف اشرف جیلانی
مشاورت :	سید مصطفےٰ اشرف جیلانی سید جمال اشرف جیلانی
اکاؤنٹس :	مہتاب احمد اشرفی
ٹائٹل اینڈ ڈیزائننگ :	زین خان
کمپوزنگ :	کامران اشرفی
سرکولیشن :	جناب بلال اشرفی محمد قدیر اشرفی

مقام اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد
فردوس کالونی، کراچی
پوسٹ بکس نمبر: 2424۔ کراچی 74600
فون نمبر: 36686493-36623664
رجسٹرڈ نمبر ایس ایس 742

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

اس شمارے میں

حمد و نعت	صوفی کمال میاں سلطانی	۳
درس قرآن	علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی	۴
درس حدیث	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی	۹
ہدیہ تبریک علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی	عارف دہلوی مرحوم	۱۹
راہ طریقت	حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمتہ	۲۴
نماز باجماعت کا اہتمام (تقریر)	فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	۲۷
قادیانی غیر مسلم اقلیت کیوں؟	جسٹس میاں نذیر اختر	۲۹
مسافر حرمین	فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	۳۴
کھجور طاقت اور توانائی کا خزانہ	زینت المشائخ حکیم سید اشرف جیلانی	۳۹
عرفان شریعت	مفتی الاشرف	۴۳
وظائف اشرفیہ	حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمتہ	۴۴
الاشرف نیوز	سید صابر اشرف جیلانی	۴۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

حمد باری تعالیٰ

حضرت صوفی کمال میاں سلطانی

حق کی تجلیوں سے معمور ہے خدائی
کثرت میں ہو رہی ہے وحدت کی رونمائی

تیرا ہی جلوہ رُخ، ہے زندگی کا حاصل
اے جانِ جاں تجلّی، تو نے یہ کیا دکھائی

نورِ اَحَد بہ شکلِ احمد ﷺ ہوا منور
کیا خوب پردہ داری کیا شان رونمائی

دیدارِ حُسن و جلوہ ہے اپنا زہد و تقویٰ
دید جمال یکتا ہی اپنی پارسائی

وارفتگی وَ شورش سرمستی سر خوشی کی
کیفیت اتم ہے جو قلب و جاں پہ چھائی

اس راہگزار حق میں گم جو بھی ہوگیا ہے
گم کردہ راہ کی بھی کرتا ہے رہنمائی

رائی ہو یا کہ پربت، ذرّہ ہو یا کہ صحرا
کوئی بیاں کرے گا کیا شانِ کبریائی

یارب عجیب عالم ہے ذوق کا یہ عالم
نے ہم کو تابِ قربت نے طاقت جدائی

سلطاںؔ ہے جان و دل سے قربان شیر سبحاں
بخشی ہے اپنے در سے کس لطف کی گدائی

نعت رسول مقبول ﷺ

حضرت صوفی کمال میاں سلطانی

در حضور ﷺ پہ آیا ہوں التجا لے کر
اٹھوں گا اب تو یہاں سے مدّعا لے کر

زمانہ درپئے آزار ہے مرے آقا
میں زندہ ہوں تو تمہارا ہی آسرا لے کر

نئے نئے ستم ایجاد کرتے ہیں ظالم
سکون پاتا ہے دل نام مصطفیٰ ﷺ لے کر

خدارا اپنے غلاموں پہ بھی ہو چشم کرم
کھڑے ہیں در پہ وہ اک دردلا دوا لے کر

بدل دی آپ نے قسمت گناہ گاروں کی
حرا سے آئے جب اک نسخہ ہدیٰ لے کر

مصائب آتے ہیں جتنے بھی یا رسول اللہ ﷺ
انہیں میں جھیلتا ہوں نام آپ ﷺ کا لے کر

کمال مجھ پہ کرم ہے جمیل و سلطان کا
مدینہ پہنچا میں پھر ایک قافلہ لے کر

درس قرآن

علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی

سورۃ بقرہ رکوع بہ رکوع

الاشرف کے مستقل مضامین میں مقبول سلسلہ درس قرآن جو حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی تحریر فرما رہے ہیں الحمدللہ سورہ بقرہ مکمل ہوگئی اس کی تکمیل پر موصوف نے اسر سورہ مبارکہ خلاصہ تحریر فرمایا جو نذر قارئین ہے ملاحظہ فرمائیے۔ (ایڈیٹر)

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

سورۃ بقرہ قرآن پاک کی سب سے بڑی سورۃ ہے یہ سورت مدنی ہے اس میں 86 آیتیں اور 40 رکوع ہیں بڑی خصوصیت والے فضائل بڑے اہم مضامین و واقعات نیک عمل کرنیوالوں کا اجر اور نافرمانوں کا انجام معاشرت اور معاشیات، قصص، جہاد، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، رسالت آخرت، نکاح، طلاق، رضاعت رہن بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی، تخلیق آدم، سجود ملائکہ، ابلیس کا تکبر وغیرہ غرضیکہ عظیم مضامین کی صورت میں ہے۔ مناسب معلوم ہوا کہ اسکا تعارف رکوع بہ رکوع بھی کردیا جائے۔ تاکہ قارئین کے ذہن میں سورۃ کا مضمون اور خلاصہ کلام آجائے۔

بقرہ کے معنیٰ گائے یا بیل کے ہیں کیونکہ اس سورت کے آٹھویں رکوع میں بنی اسرائیل کے زمانہ کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس میں رب تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ان کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) پہلے رکوع میں تعارف قرآن کے بعد یہ ارشاد ہوا تھا یہ کتاب بنی نوع انسان کیلئے ہدایت کا سرچشمہ ہے مگر اس کے فائدہ اور ہدایت وہ ہی لوگ حاصل کرسکتے ہیں۔ جن کے دل میں خوف خدا ہو اور وہ پرہیزگار ہوں، غیب پر ایمان رکھتے ہوں، نماز قائم کرتے ہوں۔

۲) دوسرے رکوع میں منافقین کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جس کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور یہ لوگ ظاہراً مسلمانوں سے ملے جلے رہتے مگر انہوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا کفار سے دوستی رکھتے تھے خود کو انکا ہمدرد کہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں نفاق کا عمل اسلام کی نظر میں سب سے بدترین کردار ہے اس لئے نفاق کی خرابیوں سے آگاہ کرنے کیلئے اس گروہ کا ذکر کیا گیا اور ان کے کردار عمل کی بعض خصوصیتوں کا ذکر ہے۔

۳) سورۃ بقرہ کا تیسرا رکوع بڑے اہم حکم پر مشتمل ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ اساس دین، مقصد تخلیق انسان پر مشتمل ہے حکم دیا گیا ہے عبادت و بندگی صرف اللہ وحدہ لاشریک کیلئے ہے۔

اس لئے کے وہ خالق کائنات ہے اس دلیل کے بعد چند احسانات کا بھی ذکر ہے زمین کی تخلیق جو تمھارے رزق کی پیداوار کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ قرآن پاک کی حقانیت اس کا کتابُ اللہ ہونا ثابت کرتے ہوئے چیلنج کیا گیا اگر تم کو شک ہے اسکے کلام الٰہی ہونے میں تو تم اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ اور ساتھ پیش گوئی کی گئی ہے تم ہرگز ایسا نہیں کرسکو

WWW.NAFSEISLAM.COM

گے لہٰذا قرآن پاک کو مت جھٹلاؤ ورنہ تمہارا عذاب جہنم ہوگا یہ ایسی آگ ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

(تعظیم، آدم علیہ السلام تذلیل ابلیس پر) مشتمل چوتھا رکوع۔

۴) چوتھے رکوع میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی خلافت اللہ فی الارض آپ کی افضلیت ظاہر فرما کر تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا گیا ان میں اسوقت ابلیس بھی شامل تھا تمام ملائکہ نے باری تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور تعظیم آدم علیہ السلام نہ کرنیکی وجہ سے راندہ درگاہ ہوگیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حضرت حوا کا دشمن ہوگیا اور ان کو بہکانے میں کامیاب ہوگیا اور اس درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوگیا جس کے قریب جانے سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ حضرت آدم حوا کو زمین پر اترنے کا حکم دیا گیا دونوں عظیم ہستیوں نے اپنے اس فعل پر بارگاہ الٰہی میں توبہ استغفار کی اور اظہار ندامت کیا بارگاہ الٰہی میں توبہ قبول ہوگئی لیکن زمین پر رہنے کا حکم اپنی حکمت کی وجہ سے برقرار رکھا گیا۔

۵) پانچویں رکوع میں بنی اسرائیل کو نعمت الٰہی جو ان پر کی گئی تھی اس کو یاد کرنے کو کہا اور دعوت اسلام قبول کرنے کو کہا اپنے عہد کو پورا کرنیکی یاددہانی کراتے ہوئے ان کو بتایا قرآن کسی نئے دین کی دعوت نہیں دے رہا بلکہ جو دعوت توریت میں دی گئی تھی اسی کا تسلسل ہے۔

مگر تم اس ہدایت پر قائم نہیں رہے۔ اللہ کی آیتوں کو معمولی قیمتوں پر فروخت کر کے حصول دنیا میں لگ گئے تنبیہ کی گئی تم کفر اختیار مت کرو اللہ سے ڈرو اپنی بدباطنی کی وجہ سے حق کو مت چھپاؤ اور نہ حق کو باطل سے ملاؤ

۶) چھٹے رکوع سے تیرھویں رکوع تک بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی پوری تفصیل ان کی وعدہ خلافی، خدا کی نعمتوں کی ناشکری، فرعون کے ظلم وستم سے نجات، لوگوں پر ان کو فضیلت، مصائب میں ان کو آسائش دینا، صحرا میں بادلوں سے ان پر سائیہ قائم کرنا، کھانے کیلئے من وسلویٰ کا نزول، اس پر ان کی ناشکری عظیم نعمت کے بدلے کمتر نعمت کی طلب ان کی ناشکری پر اس نعمت کو روک لیا، ہفتہ کا دن ان کے لئے تعظیم تکریم کیلئے قدر کرنا لیکن بنی اسرائیل کی اس نافرمانی کی سزا کے طور پر پروردگار عالم کا ان کے ایک گروہ کا مسخ کر کے بندر بنا دینا بنی اسرائیل میں ایک قاتل کی تلاش کرنے کے لئے گائے کو ذبح کرنے کا حکم اس آسان حکم کو بار بار سوال کر کے اپنے لئے مشکل بنانا۔ ایسی بدعادات کی بناء پر احکام الٰہی کی نافرمانی کرنا، انبیاء کا قتل۔ جادو کی ناپاک کوشش نجات بخشش کے من گھڑت عقائد رب تبارک وتعالیٰ ان کو مہلت دیتا رہا یہ کھل کر نافرمانی کرتے رہے اپنی گمراہی کو ہدایت اپنی بداعمال کو نجات برائی کو بھلائی سمجھنا ان کی بددیانتی عناد وعدہ خلافی، سرکشی احکام الٰہی کا تمسخر مسلمانوں سے دشمنی غرضیکہ ان کی پوری تاریخ جو وعدہ خلافی، نافرمانی، احسان فراموشی، ناشکری، خودفریبی، برائیوں سے پر ہے اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

اور ان کو حکمت کے ساتھ دین اسلام کی دعوت بھی دی گئی ہے اس کی حقانیت کو بیان کیا گیا ہے۔ جو پیغام قرآن پاک دے رہا ہے یہ پیغام ہدایت ان کی کتابوں میں بھی ہے اور ان سے عہد لیا گیا تھا اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرینگے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اقرباء مساکین، یتمٰی کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اقامت صلوٰۃ، زکوٰۃ کی ادائیگی ان سب امور کا تم سے بھی عہد لیا گیا تھا ان امور کی تاکید قرآن بھی کر رہا

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے تم نے ان امور سے روگردانی کی مگر تھوڑے لوگوں نے عمل کیا ان کے کردار کا تذکرہ تیرھویں رکوع تک جاری ہے۔

۱۴) چودھویں رکوع میں یہود نصاریٰ کے باہمی اختلافات اپنے آپ کو حق پر دوسرے کو گمراہ کہنا یہود و نصاریٰ دونوں کی اعتقادی گمراہی کو ظاہر فرما کر دین اسلام کی حقانیت بیان کی گئی ہے بتایا گیا ہے اصل کتاب میں سے بعض جو تورات انجیل پر ایمان رکھتے وہ قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہیں چودھویں رکوع میں یہ بھی بتایا گیا ہے یہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہوں گے جب تک تم ان کا دین قبول نہ کرلو یہود و نصاریٰ تمہارے مقابلہ میں مخالفت میں متحد ہیں یہ ایک ہوجاتے ہیں ان سے کہد و اللہ جسے چاہے ہدایت دے گمراہوں کے لئے دنیا میں رسوائی آخرت میں عذاب الیم ہے یعنی دردناک عذاب ہے،

پندرھواں رکوع: پندرہویں رکوع میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خانہ کعبہ کی تعمیر اس کی تعمیر کے وقت جو دعائیں مانگی تھیں ان کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ باری تعالیٰ نے اس دعا کو شرف قبولیت بخشا آج دنیا کے سامنے ہے اور تا قیامت اس کا ظہور ہوتا رہے گا۔

سولہواں رکوع: اس رکوع میں بتا گیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین دین اسلام تھا نہ وہ یہودی تھے اور نہ وہ نصرانی انہوں اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کی تھی کہ وہ ہمیشہ دین اسلام پر قائم رہیں اور اس پر جان دیں اور اب محمد ﷺ اور آپ کے متبعین مومنین اسی ملت ابراہیم اور دین حنیف کے پیروکار ہیں لہٰذا اب جو ملت ابراہیمی سے اعراض کرے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔

۱۷، ۱۸واں رکوع: ستر واں اور اٹھارواں رکوع میں تحویل قبلہ پر جو یہود کے احمقانہ اعتراض تھے اس کا جواب دیا گیا ہے ہجرت مدینہ کے سولہ سترہ مہینہ کے بعد اہل اسلام کا قبلہ بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ بیت اللہ کو قرار دیا گیا تو یہود نے اس پر احمقانہ اعتراض کئے ان کا جواب دیا گیا ہے مسلمانوں کو بتایا باری تعالیٰ نے بڑی نعمتوں سے ان کو نوازا ہے۔ ا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ ۲۔ بیت اللہ کو قبلہ بنائے جانا ۳۔ نزول قرآن یہ وہ عظیم نعمتیں ہیں جن کا شکر اہل اسلام پر واجب ہے نعمتوں پر شکر یہ ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے اور اس کے حکم پر سر تسلیم خم کر دیا جائے۔

انیسواں رکوع: انیسویں رکوع میں مسلمانوں کو صبر اور نماز پر ثابت قدم رہنے کی تعلیم دی گئی ہے باری تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اس کی نصرت کا ذریعہ اس کے حکم کی پیروی ہے اس کی راہ میں جان دینا موت نہیں زندگی ہے اسی لئے فرمایا گیا ہے جو اللہ کی راہ قتل کر دیے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں پھر بتایا گیا ہے پروردگار اپنے فرمانبردار بندوں کو مختلف طریقہ سے آزمائش میں ڈالتے ہیں خوف کے ذریعہ بھوک مال کی کمی سے جان لے لینے سے جو بندے ان مصائب میں ثابت قدم رہتے ہیں اللہ کی رحمت ان پر نازل ہوئی اسی سلسلہ میں صفا مروہ کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے حضرت ہاجرہ کی اطاعت صبر ثابت قدمی کی یادگار جو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے اتنے مقبول ہوئے اس کو حج عمرہ کا رکن بنا دیا گیا۔

بیسواں رکوع: اس رکوع میں کائنات کے اندر قدرت کی نشانیوں کا تذکرہ ہے عقل انسانی گردش لیل و نہار بحر و بران کی کیفیات پر غور کرے

WWW.NAFSEISLAM.COM

تو کوئی وجہ نہیں اللہ کی قدرت اس کی حکمت اس کی وحدانیت پر ایمان نہ لائے کشتیوں کا سمندر میں چلنا آسمان سے بارش کا نزول اس کے ذریعے وہ زمین کا زندہ ہونا۔

اکیسواں رکوع: اس رکوع میں شرک اور رسوم شرک سے اجتناب کا حکم ہے رزق حلال طیب اشیاء کی طلب اور حرام اشیاء جیسے: مردار، خون، خنزیر کا گوشت، غیر اللہ کے نام پر ذبح ان سب سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بائیس تا اکتیس رکوع: نیکی کی حقیقت کو بتایا گیا ہے مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنا صرف نیکی نہیں بلکہ ایمان باللہ یوم آخرت وغیرہ پر ایمان لانا انبیاء پر آسمانی کتب پر ایمان لانا یہ نیکی ہے۔

قصاص کا حکم: روزہ کی فرضیت، ماہ رمضان کی فضیلت، اعتکاف، نزول قرآن، حالت مرض میں روزہ کی قضاء اور بہت سے دیگر اہم معاملات کا تذکرہ ہے مثلاً اعتکاف، جہاد فی سبیل اللہ، حج وعمرہ کے مسائل، انفاق فی سبیل اللہ، احکام حیض، طلاق، عدت، رضاعت، عورتوں کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔

بتیسواں تینتیسواں رکوع: ان رکوع میں جہاد وقتال کا بیان شروع ہوا بنی اسرائیل کے بادشاہ کا کافروں کے بادشاہ جالوت سے مقابلہ یہ بتایا گیا ہے فتح نصرت، ساز وسامان لشکر کی کثرت پر بھی موقوف نہیں رب تبارک وتعالیٰ کی ذات پر بھروسہ یقین کامل ہو تو ایسا بھی ہوتا ہے قلیل تعداد والے کثرت تعداد پر فتح پاتے ہیں اللہ کی نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے جو ایمان پختگی کے ساتھ اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے اپنی صفوں میں اتحاد رکھتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

چوتیسواں رکوع: میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ واضح کرتے ہوئے جو مال دولت تم کو حاصل ہے وہ ہم نے ہی تو تم کو دیا ہے اس کو خرچ کر و اس دن کے آنے سے قبل جب کسی کے کچھ کام نہیں آئے گا اس کے بعد نہایت ہی مؤثر انداز میں توحید باری تعالیٰ کی ذات صفات اس کے قبضہ قدرت اس کے جاہ وجلال کا ذکر فرمایا گیا اس آیت کو آیت الکرسی کہتے ہیں جو بڑے فضائل کی حامل ہے اس پر مداومت وبخشش کا ذریعہ۔

پینتیسواں رکوع: یہ رکوع چند عظیم واقعات پر مشتمل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس وقت کے کافر بادشاہ نمرود سے مناظرہ جو اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا عاجز و اس کو لاجواب کر دینا دوسرا ایک اور عظیم واقعہ بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ کس طرح طویل عرصہ ان پر موت طاری رہی پھر ان کو زندہ کرنا سوسال کا عرصہ ان کو ایک دن یا اس سے کچھ زیادہ محسوس ہونا۔ ان کو سواری اور کھانے کی جانب متوجہ کرنا اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ہر طرح کی تغیر تبدیلی سے محفوظ رہا یہ ظاہر کرتا ہے رب ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک اور عظیم واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی التجا کو روز قیامت مردہ کس طرح زندہ ہوں گے تیری قدرت پر یقین رکھتے ہوئے عملاً دیکھنا چاہتا ہوں روز حشر لوگ کس طرح کس صورت کس انداز سے زندہ کئے جائیں گے رب تبارک وتعالیٰ نے ان سے کہا تم چار پرندے لو ان کو ذبح کرو ان کا گوشت متفرق شکل میں رکھدو پھر ان کو آواز دو وہ اپنی اصل شکل میں آجائیں گے ایسا ہی ہوا قدرت کاملہ کا اظہار روز حشر مردوں کو کس طرح زندہ کیا جائے گا اس کی مثال۔

چھتیسواں رکوع: اس رکوع میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے اجر عظیم کثرت کی مثال دانہ کے اگنے ایک دانہ سے سات بالیں ہر بالی

میں سودائے غور وفکر کے لئے مثل بیان کی گئی پھر حسن عمل کی طرح راہ خدا میں دے کر لینے والوں پر احسان نہ جتاؤ ایسا کرنے سے ثواب آخرت سے محروم رہ جاؤ گے پھر صدقات مقبولہ غیر مقبولہ کا فرق باغ کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔

سینتیسواں رکوع: اس رکوع میں اللہ کی راہ میں طیب یا پاکیزہ مال خرچ کرو مال خبیث سے اجتناب کرو مقصد رضائے الٰہی ہو دکھاوا نہ ہو چھپا کر دینا زیادہ بہتر ہے مستحق کون ہے نشاندہی کی گئی ہے۔

اڑتیسواں رکوع: اس رکوع میں سود کی حرمت اور سختی سے ممانعت سود کا لین دین مت کرو دنیا میں بے برکتی ہوگی آخرت میں عذاب الیم سود خور کی حشر میں ایسی صورت ہوگی جیسے خبط الحواس ہو شیطان نے اس کو چھوا ہو۔ اگر کسی کو قرضہ دو تو قرضہ حسنہ دو وقت مقررہ پر نہ دے سکے تو مزید مہلت دیدو اگر گنجائش ہو تو معاف کردو تو بہت ہی بہتر ہے باثواب ہے

انتالیسواں رکوع: اس رکوع میں معاشی اصول قرض کا لین دین صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب لین دین کرو لکھا کرو خود نہ لکھ سکتے ہو تو کسی سے لکھوا لو دو گواہ بنالیا کرو اگر دو مرد نہ ہوں ایک ہو دو عورتیں گواہ کرلو گواہی سے گریز نہ کرو۔ غلط گواہی نہ دو ایسا کرو گے تو گناہگار ہو گے۔

چالیسواں رکوع: سورۂ بقرہ کا آخری رکوع اپنے مضمون ہدایت، آسمان، زمین کا حقیقی مالک پروردگار عالم کا اعمال پر گرفت خواہ ظاہری عمل ہو یا باطنی ارادہ گناہ کو معاف کردینا اس کی حیثیت اس کا اختیار غرضیکہ یہ رکوع بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ رکوع کے آخر میں بندوں کی عاجزانہ دعا اس کی قبولیت اور پھر بھول چوک ہر طرح معافی طلب کی جائے مغفرت کا طریقہ اس رکوع میں نصیحت، شفقت، مغفرت پھر قبولیت سب کچھ ہے ساتھ ہی ایک جامع دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے آخر دو آیتیں بڑے فضائل کی حامل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق جنت کے خزائن میں سے نازل فرمائی گئی ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ارشاد فرمایا جس شخص نے رات کو یہ دو آیتیں پڑھ لیں تو یہ اسکے لئے کافی ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی بعد نماز عشاء سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے اس کو تمام رات عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

﴿اظہار تشکر﴾

الحمدللہ ثم الحمدللہ

آج یکم رجب ۱۴۳۱ھ جون ۲۰۱۰ء رات ساڑھے گیارہ بجے سورۂ بقرہ کے آخری رکوع کا درس بتوفیق الٰہی اور اپنی کم علمی کے اعتراف کے ساتھ ختم کر رہا ہوں ان دعاؤں کے ساتھ

وما توفیقی الاّ باللّٰہ علیہ توکلت والیہ أنیب ربنّا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

حقیقت یہ ہے قرآن پاک کی عظمت اس کی فصاحت اس کی بلاغت اس کی معانی مطالب مفاہیم کی وسعت کے لحاظ سے ایک سمندر ایک بحر بیکراں سے ذرا سی نمی کے برابر بھی تحریر نہیں کرسکا جتنا کہ ایک چڑیا کی چونچ میں آنے والا پانی کا قطرہ ہو۔ میں اللہ تبارک وتعالی کے فضل و کرم سے امید کرتا ہوں میری التجاء ہے مولا اس کو یعنی اس مختصر درس کو میری بخشش کا ذریعہ بنادے اپنی بارگاہ میں اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے آمین ثم آمین

درس حدیث

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ. ﴿مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر (۷۰) سے کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ان میں سے سب سے برتر واعلیٰ لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور سب ادنیٰ تکلیف دینے والی چیز کا راستے سے ہٹا دینا ہے۔اور حیاء ایمان کی شاخ ہے۔

جواھر پارے:

۱۔۔۔بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ : ۔۔۔۔۔بضع۔۔۔عدد کا نام ہے، جسکا اطلاق تین سے دس تک کے اعداد پر ہوتا ہے۔زبان فارسی میں اس کی تعبیر 'چند'۔۔۔یا۔۔۔'اندکی' کے لفظوں سے کی جاتی ہے۔یہ ذہن نشین رہے کہ ایمان کے وہ شعبے جن کا تعلق اخلاق و اعمال، واجبات وسنن اور مستحبات وآداب سے ہے، حدوشمار سے باہر ہے۔شارع ہی کو ان تمام کا علم حاصل ہے۔ایسی صورت میں حدیث مذکور میں ایمان کا جملہ شاخوں کو ستر سے کچھ اوپر کی عدد میں محدود کرنا اشارہ کرتا ہے کہ حدیث پاک میں ایمان کے اصول و قواعد اور بنیادی امور کا ذکر مقصود ہے۔ایسے اصولِ احکام اور قواعد ایمان جو ایمان کی مذکورۃ الصدر جملہ شاخوں کا مرجع ہیں۔

۲۔۔۔بعض روایتوں میں۔۔۔سبعون (ستر) کی جگہ۔۔۔ستون (ساٹھ) آیا ہے۔روایتوں کے اس اختلاف کی وجہ شاید یہ ہو کہ ساٹھ والی روایت مقدم ہو اور ستر والی مؤخر۔

ایک وقت وہ تھا کہ جو اصول وقواعد ایمان کی جملہ شاخوں کے مرجع تھے، ان کی تعداد ساٹھ سے کچھ اوپر تھی۔مگر جب بتدریج بذریعہ وحی ایمان کی شاخوں میں اضافہ ہوا تو قدرتی طور پر ان اصول وقواعد کی بھی زیادتی ہوئی اور اس اضافہ نے ان اصول و قوائد کو ستر سے کچھ اوپر پہنچا دیا۔۔۔المختصر۔۔۔ساٹھ والی روایت میں ابتدائی احکام کے اصول وقواعد کا ذکر ہے اور ستر والی حدیث میں مذکورہ احکام پر زیادہ ہونے والے احکام کے اصول و قواعد کو بیان کیا گیا ہے۔

۳۔۔۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث زیر شرح میں جس عدد کا ذکر ہے اس سے حصر وتعیین مقصود نہیں بلکہ صرف کثرت وزیادتی دکھانی ہے۔جسکا حاصل یہ ہوگا کہ ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں۔یہ توجیہہ ستر والی روایت کے زیادہ مناسب نظر آتی ہے، اس لئے کہ کلام عرب میں ستر کے عدد کو کثرت وزیادتی کے معنی میں استعمال کرنا معروف ومتعارف ہے۔لیکن ساٹھ والی

WWW.NAFSEISLAM.COM

روایت کو اس توجیہہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس مقام پر ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ ستّر والی روایت میں بھی صرف سبعون (ستّر) کا ذکر نہیں بلکہ، بضع وسبعون (ستّر کے کچھ اوپر) کا ذکر ہے۔ لہٰذا اب اس عدد سے وہ معنی مراد نہیں لیا جا سکتا، جسکا صرف لفظ ستّر سے مراد لینا کلام عرب میں معروف و متعارف ہے

۔۔۔المختصر۔۔۔صرف ستّر ہوتا بھی تو توضیح مذکور، عرف عرب پر نظر رکھتے ہوئے بالکل مناسب تھی لیکن بضعون کے اضافہ نے اس امکان کو بھی ختم کر دیا کہ یہاں صرف کثرت و زیادتی مراد لی جائے، ہاں ایک بات ضرور ہے کہ اگر بضعٌ و سبعون کے عدد کو عرف عرب کے پیش نظر کثرت کے معنی میں لیا جائے اور صرف بضعٌ سے اس کثرت میں مبالغہ مقصود قرار دیا جائے تو پھر مذکورہ بالا توضیح صرف اسی روایت کے لئے کسی نہ کسی حد تک مفید ثابت ہو جائے گی۔ بعض علماء نے یہ کوشش کی ہے کہ ایمان کے تمام شعبوں کو عدد و شمار کے دائرے میں لے آئیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ کوشش بیجا تکلف سے خالی نہیں۔ اور خواہ مخواہ کے لئے اپنے کو زحمت میں ڈالنا ہے۔ اس لئے کہ ایمان کی شاخوں کے بہت سے افراد و انواع ایسے ہیں جو ان کے حیطۂ بیان اور دائرۂ تحریر سے باہر ہے۔

۴۔۔۔ایمان کے تمام شعبے حد و شمار سے متجاوز ہونے کے باوجود ایک اصل کی طرف راجع ہیں۔ یہ اصل وہ اصل الاصول ہیں جس سے ایک طرف اگر نفس کی تکمیل ہوتی ہے تو دوسری طرف علمی و عملی کمال کی تحصیل کے ذریعہ دنیا و آخرت میں سعادت و نیک بختی کی دولت فراواں سے بہرہ وری ہوتی ہے۔ وہ اصل عظیم یہ ہے:

''اعتقاد میں صحت اور عمل میں استقامت''

۔۔۔قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ﴿سورۂ حٰم السجدة: ۳۰﴾

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہی ہمارا رب ہے اور پھر وہ اسی پر مستقیم رہے۔

۔۔۔حدیث شریف میں ہے:

'قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ'

کہو مان گیا میں اللہ کو اور پھر اسی پر قائم رہو

۔۔۔ان دونوں ارشادات میں اسی اصل عظیم کی وضاحت کی گئی ہے جس کا ذکر ابھی اوپر کیا جا چکا ہے۔

۵۔۔۔فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: لا الٰہ الا اللہ کہنا اور اس پر ایمان لانا ایمان کے جملہ شعبوں میں سب سے پہلا اور سب سے برتر شعبہ ہے۔ یہاں لا الٰہ الا اللہ سے پورا کلمۂ طیبہ مراد ہے۔

۶۔۔۔ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى: ایمان کے تمام شعبوں میں سے فروتر اور ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا یعنی کہ راستے سے کانٹا، پتھر، پلیدی وغیرہ اذیت پہنچانے والی اشیاء کو دور کر دینا یہ بھی ایمان کی ایک خصلت ہے۔ اگر چہ دوسری خصلتوں کے سامنے یہ فروتر اور ادنیٰ ہی سہی۔ دور کرنے کے لفظ سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ راہ میں پہلے تکلیف دہ چیز پڑے، پھر اس کو اٹھایا جائے تب جا کہ یہ اٹھانا ایمان کا شعبہ قرار پائے۔ حالانکہ در حقیقت مقصود کلام یہ ہے کہ راستوں کو تکلیف دہ

اشیاء سے پاک وصاف رکھنا ایمان کا شعبہ ہے اس سے پاک و صاف رکھنے کی دوصورتیں ہیں۔ایک یہ کہ راہ میں پڑی ہوئی چیز کو راہ سے دور کردیا جائے اور دوسری یہ کہ راہ کی صفائی و پاکیزگی کے لئے کچھ ایسا اہتمام کیا جائے کہ راہ میں کوئی ایسی چیز پڑنے ہی نہ پائے جوراہ گزر کے لئے تکلیف دہ ہواور جس سے لوگوں کو اذیت پہنچے۔اس ارشاد مبارک میں اہل بصیرت کے نزدیک یہ راز بھی ہے کہ انسان اپنی انا کو ترک کردے اور اپنی ہستی کے دعوے سے دست بردار ہوجائے۔اس لئے کہ یہی انا اور دعوئ ہستی تمام شرو قبائح کا مبداونقطہء آغاز ہے۔

ے۔۔۔اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ: منہیات شرعیہ اور منکرات ونامباسبات کے ارتقاب سے شرم رکھنا اور غیرت کھانا، ایمان کا شعبہ عظمیٰ ہے اور کاردین میں عمدہ وبہتر ہے۔اسی لئے شعبہ ہائے ایمان کے مبدہ ومنتہی کوذکر کرنے کے بعد خصوصی طور پر اس کا ذکر فرمایا گیا۔

۸۔۔۔''کسی چیز سے منقبض ہونا اور ملامت کے خوف سے چھوڑنا''۔۔۔ازروئے لغت: حیاء ہے اور ازروئے شرع: حیاء اس اندرونی خوبی کو کہتے ہیں جو نافرمودات اور تقصیرات سے پرہیز کرنے پر برانگیختہ کرے۔حیاء اگرچہ ایک طبعی اور جبلّی چیز ہے، لیکن حیاء شرعی کے وجود میں بندہ کی ریاضت اور اس کے اختیار کا بھی اچھا خاصا دخل ہے۔جس طرح کہ اخلاق وتہذیب کی تمام قدروں پر انسانی اختیار وریاضت دخیل ہے۔

۔۔۔اس کلام بلاغت نظام کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اپنی ذات میں خدا کی بے شمار نعمتوں کو دیکھتا ہے کہ وہ ان نعمتوں کے شکریے کا حق ادانہیں کر پا رہا ہے تو وہ ایک طرف نعمتوں کا دیکھنا اور دوسری طرف حق شکر کی ادائیگی میں تقصیر کا مشاہدہ کرنا، ان دونوں سے اندرونی طور پر اس کی ذات میں ایک ایسی حالت پیدا ہوتی ہے جس کی تعبیر شرم وحیاء سے کی جاتی ہے۔

فوائد:

ا۔۔۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ: آپ کا اسم شریف کیا ہے؟ اس بارے میں علماء میں بڑا اختلاف ہے یہاں تک کہ آپ کے اسم اصلی سے متعلق ۳۵ اقوال ملتے ہیں۔جن میں سے سب سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں آپ کا نام عبدشمس یا عبد عمرو تھا۔لیکن اسلام قبول کرلینے کے بعد آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن رکھا گیا۔نام کے ساتھ ساتھ آپ کے نسب میں بھی اختلاف ہے آپ شہر دوس کے رہنے والے تھے۔حضرت حاکم ابواحمد کا ارشاد ہے کہ میرے نزدیک تمام باتوں میں جوسب سے زیادہ صحیح بات ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ کا اسم شریف عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔ لیکن ان کی کنیت ان کے علم پر ایسی غالب آگئی گویا ان کا کوئی نام ہی نہ تھا۔علامہ نووی کا بھی حضرت ابوہریرہ کے اسم اصلی کے بارے میں وہی خیال ہے جوحاکم ابواحمد کے ارشاد سے ظاہر ہے۔ آپ کی کنیت ابوہریرہ کیوں ہوئی؟ اس میں مختلف اقوال ہیں، مختلف روایتیں ہیں ۔

﴿ا﴾۔۔۔ابن عبد البر نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنی آستین میں بلّی لیے ہوئے تھا، تو حضور ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا اور

دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ھِـرَّۃ ہے (بلّی ہے)۔آپ نے ارشاد فرمایا: یا ابا ھریرۃ (اے بلّی والے) اس وقت سے آپ کو ابو ہریرہ کہا جانے لگا۔

﴿۲﴾۔۔۔ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں نے ایک بلّی پائی تو اس کو میں نے اپنی آستین میں رکھ لیا تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا ھِرَّۃ (بلی) تو پھر مجھ سے کہا گیا تو 'ابو ھریرۃ' (بلی والا) ہے۔اور پھر یہ کنیت چل پڑی بعض علماء نے ان دو روایتوں میں پہلی روایت کو ترجیح دی ہے۔

﴿۳﴾۔۔۔ایک قول یہ ہے کہ آپ کو ابو ہریرہ کہے جانے کا سبب یہ ہے کہ آپ بچپنے میں بلی کے ساتھ کھیلتے رہتے تھے۔

﴿۴﴾۔۔۔ایک قول یہ ہے کہ آپ کو بلی بہت پیاری تھی اس لئے آپ کو ابو ہریرہ کہہ دیا گیا۔

﴿۵﴾۔۔۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے والد ہی نے آپ کی کنیت ابو ہریرہ رکھ دی تھی۔

ان پانچوں اقوال میں ترجیح ،اول کو حاصل ہے۔ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر نتیجہ بآسانی نکالا جاسکتا ہے کہ بلی سے پیار ومحبت اور اسکی نگہداشت ہی آپ کی اس کنیت کا سبب ہے ۔۔۔یہ خیال رہے کہ ھِـرَّۃ کہتے ہیں بلی کو اور ھـریـرۃ اسکی تصغیر ہے، جسکا معنی ہے چھوٹی بلی ۔حضرت ابو ہریرہ کے پاس چھوٹی ہی بلی تھی جو انکی آستین میں بآسانی بیٹھ جاتی تھی۔آپ خیبر کے سال شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور پھر سایہ کی طرح ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ساتھ رہنے کا مقصد بارگاہ نبوی کے فیوض وبرکات سے مالامال ہونا تھا۔اور علم کی دولت سے اپنے کو بہرہ ور کرنا تھا۔آپ نے ہر طرف سے بے فکر ہوکر کھانے پینے کی اس مقدار پر قناعت فرمائی جس سے آپ کے شکم کو آسودگی حاصل ہوجائے۔آپ کا حافظہ بڑے ہی غضب کا تھا۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو سے زیادہ لوگوں نے روایت حدیث کی ہے، جن میں صحابی بھی ہیں اور تابعی بھی۔حضرت عبداللہ ابن عباس ، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت جابر اور حضرت انس بھی آپ سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔آپ سے پانچ ہزار تین سو چونسٹھ (۵۳۶۴) حدیثیں مروی ہیں۔۵۹ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔اس وقت آپ کی عمر شریف ۷۸ سال کی تھی۔جنت البقیع میں آرام فرمارہے ہیں۔جو یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی قبر شریف 'عسفان' کے قریب سے کہیں ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ امام سخاوی وغیرہ نے فرمایا ہے۔حضرت ابو ہریرہ زبردست قوت حافظہ والے ، حافظ متین ، ثبت ذکی، متقن اور صاحب صیام وقیام وذکر وتسبیح وتہلیل تھے (رضی اللہ عنہ)۔

ثبت: معتبر انسان جو روایت میں ثقہ ہو۔مُتْقِنُ: مضبوطی سے کلام کرنے والا۔مَتِیْـن: مضبوط،قوی، سنجیدہ رائے، ذکی، تیز خاطر ہونا۔

۲۔۔۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلْاِیْـمَـانُ: یہاں ایمان سے مراد مجازاً ایمانِ کامل کے ثمرات اور اسکے فروع ہیں۔اسلئے کہ یہ ثمرات وفروع ایمان کامل کے لوازم

سے ہیں اور لازم بول کر ملزوم مراد لینا یا ملزوم بول کر لازم مراد لینا فصحاء کے نزدیک معروف ومتعارف ہے۔

۳۔۔۔۔ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ: ایک روایت میں بضعة ہے۔ یہ قِطْعَةٌ (چیز کا حصہ) کے معنی میں واضح کیا گیا ہے ۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔ استعمال میں تین سے دس تک کے عدد پر اسکا اطلاق کیا جانے لگا۔ ان لفظوں کا استعمال کہاں سے کہاں تک کے عدد پر کیا جاتا ہے اس بارے میں قاموس میں مختلف باتیں ملتی ہیں۔

﴿۱﴾ تین سے نو تک ﴿۲﴾ تین سے پانچ تک ﴿۳﴾ ایک سے چار تک ﴿۴﴾ چار سے نو تک ﴿۵﴾ خاص کر کے سات عدد کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس پانچویں قول کی تائید اس روایت سے بھی حاصل کی گئی ہے، جس میں سبع و سبعون (ستہتر) کا لفظ ہے۔ حالانکہ اس روایت کی روشنی میں اتنا ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حدیث زیر شرح میں سرکار نے بضعٌ (چند) سے خاص طور پر سات مراد لیا ہے۔ اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں اسلئے کہ اس لفظ سے ایک قول پر تین سے دس تک کوئی بھی عدد مراد لیا جاسکتا ہے۔ پھر یہ کہاں سے ثابت ہوگیا کہ بَضعٌ کے معنی سبعٌ (سات) ہے۔ تین سے دس تک اور تین سے نو تک، ان دونوں اقوال کی روشنی میں سبعٌ (سات) لفظ بضع (چند) کے جملے مصادیق میں سے ایک مصادق ہوگا۔ جن دو اقوال کی روشنی میں میرا یہ فیصلہ ہے بضع سے متعلق جملہ اقوال میں وہی مشہور ومقبول اور ترجیح یافتہ ہیں۔

۴۔۔۔۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی میں بضع و سبعون کا لفظ ہے اور بخاری کی روایت میں بضع و ستون ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ بضع و سبعون کا لفظ بطریق ابی ذر مروی ہے۔ قاضی عیاض قدس سرہٗ نے پہلی روایت کی تصویب فرمائی ہے ۔۔۔۔ نیز۔۔۔۔ ایک جماعت نے جس میں امام نووی بھی ہیں اسی پہلی روایت ہی کو ترجیح دی ہے۔

اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ان دونوں روایتوں کے مابین اس لفظی اختلاف کا سبب یہ ہو کہ ان دونوں روایتوں کا راوی تو ایک ہی ہو، لیکن یہ دونوں روایتیں دو قضیوں سے متعلق ہوں، جسکی تشریح جواہر پارے میں ہو چکی ہے۔

۵۔۔۔۔ شُعْبَةٌ: شعبة دراصل درخت کی شاخ اور ہر اصل کی فراع کو کہتے ہیں لیکن حدیث زیر شرح میں اس سے مراد 'خصلت حمیدۃ' ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ 'اَلْاِیْمَانُ ذُوْخِصَالٍ مُّتَعَدِّدَةٍ' ایمان متعدد خصلتوں والا ہے۔

۶۔۔۔۔ ایک صحیح روایت میں بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ بَاباً (ستر کے کچھ اوپر باب) ہے۔ ایک دوسری روایت میں 'اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ بَاباً' (چونسٹھ باب) ہے۔ اب دونوں روایتوں میں 'باباً' سے مراد ہے 'نوعًا من خصال الکمال' (یعنی کمال وخوبی والی خصلتوں کی نوع وقسم) ہے۔ ایک تیسری روایت میں ہے ثَلَاثٌ وَّثَلٰثُوْنَ شَرِیْعَةٌ مَّنْ وَّافَی اللّٰہَ بِشَرِیْعَةٍ مِّنْهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ' (تینتیس ۳۳ راستے ہیں، ان میں سے کسی راہ پر چل کر جس نے اللہ کے حقوق پورے کردیئے وہ جنتی ہے)

۔۔۔۔ ابن شاہین نے روایت کی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مِائَةَ خُلُقٍ مَنْ اَتٰی بِخُلُقٍ مِّنْهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

بیشک اللہ کے لئے ۳۰۰ اخلق ہیں جو کوئی ان میں سے کسی خلق کو اپنا لے وہ جنتی ہے

'خلق الہٰی' میں حیاء، رحمت، سخا، اور تسامح (نرمی برتنا) وغیرہا شامل ہیں، جو اللہ کی 'صفات علیا' سے ہیں اور اسمائے حسنیٰ میں جن کا ذکر ہے۔

۷۔۔۔فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: یعنی جب ایمان بہت شاخوں والا ہوگیا تو اس میں سب سے زیادہ افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے۔ یعنی لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرنا ہے ۔۔۔الحاصل۔۔۔ قول سے مراد ذکر ہے، جسکی تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے

۔۔۔یہاں قول کے مفہوم سے تصدیق قلبی کے خارج ہونے پر اجماع ہے۔ رہ گئی شہادت لسانی، تو جنکے نزدیک یہ اسلام کے مفہوم میں جزء ہو کر داخل ہے، ان کے نزدیک قول سے یہ بھی مراد نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ اس صورت میں شہادت لسانی اصل اسلام ہے، نہ کہ اسکی فرع۔ اور یہاں فرع کا ذکر ہے، نہ کہ اصل کا۔ اور جنکے نزدیک 'شہادتِ لسانی' 'نفس اسلام' کے لئے شرط ہے، ان کیلئے قول سے 'شہادت' مراد لینے میں کوئی چیز معنی نہیں۔ اس صورت میں ارشاد نبوی کا حاصل یہ ہوجائیگا کہ لا الٰہ الا اللہ کی 'شہادت لسانی' ایمان کے ثمرات و فروع میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت ہے۔ اس لئے کہ لا الٰہ اِلَّا اللہ اس توحید کی خبر دیتا ہے جس کا ماننا ہر مکلّف کیلئے لازمی ہے اور اسی توحید کی صحت پر اسکے غیر کی صحت موقوف ہے۔ پس توحید اصل ہے، جس پر ایمان کی تمام شاخیں مبنی ہیں ۔۔۔یا۔۔۔ اسلئے کہ کلمہء لا الٰہ الا اللہ شرعاً اس توحید کے معنی کو متضمن ہے جو عین تصدیق ہے اور از روئے عرف جسکا التزام بر بنائے تحقیق تمام عبادتوں میں ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ جملہ زیر شرح سے مراد یہ ہو کہ لا الٰہ الا اللہ کہنا من وجہٍ یعنی بعض حیثیتوں سے افضل ہے۔ ایسا نہیں کہ یہ من کل الوجوہ افضل ہو۔ اسکی فضیلت کی صورت صرف یہ ہے کہ یہ خون و مال کی عصمت و حفاظت کا موجب ہے۔ اور اگر ۔۔۔بالفرض۔۔۔ اسکو من کل الوجوہ افضل قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ نماز روزہ سے بھی افضل ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جملہ زیر شرح میں افضلیت سے 'زیارت مطلقہ' مراد لے لی جائے جس میں کسی غیر کی طرف اضافت و نسبت کا لحاظ نہ ہو کہ فلاں سے افضل ہے۔ بلکہ فی نفسہٖ بلندی اور رفعت شان کا اظہار مقصود ہو۔

اس صورت میں حاصل کلام یہ ہوگا کہ ایمان کی تمام شاخوں میں جسکی فضیلت و برتری تمام ادیان میں معروف و مشہور ہے وہ قول لا الٰہ الا اللہ ہے۔ جب کلمہء طیبہ کا پڑھنا افضل ہے تو اسکا ثواب بھی افضل ہوا۔ اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ 'تیجہ' وغیرہ میں مردے کو کلمہء طیبہ کا ثواب پہنچانا بہتر ہے۔

۸۔۔۔وَاَدْنَاهَا: اگر یہ 'دنو بمعنی قرب' سے ماخوذ ہے تو اسکا معنی یہ ہے کہ 'ایمان کی ان تمام شاخوں میں منزل کے اعتبار سے بہت قریب اور مقدار و مرتبہ کے اعتبار سے بہت معمولی اور گھٹیا۔۔۔یعنی۔۔۔ جو ہاتھ آنے کے بہت قریب ہے اور جس

سے تعلق پیدا کرنا بہت آسان ہے۔ اس صورت میں یہ 'رفیع المنزلت' کی ضد ہو جائے گی۔

ابن ماجہ کی روایت میں فافضلها کی جگہ 'فارفعها' (ان میں سب سے بلند مرتبہ) ہی ہے جو واضح طور پر ادناھا کی ضد ہے۔ ایک روایت میں فافضلها کی جگہ فاقصاها (ان میں انتہائی بلند مرتبہ ہے۔ اور اگر یہ 'دناءۃ' سے ماخوذ ہے تو حاصل کلام یہ ہوگا کہ ان تمام شاخوں میں سب سے کم فائدہ دینے والی چیز راہ سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹا دینا ہے۔ چونکہ اس عمل سے ایک معمولی سی تکلیف دور ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی حساب سے اس کا فائدہ بھی ہے۔

۹۔۔۔اَمَاطَةُ الْاَذٰی: اماطة مصدر ہے، جسکا معنی ہے زائل کرنا۔ اذیٰ، موذی کے معنی میں یا یہ کہ اذیٰ کے معنی اذیت ہے، اور موذی کو اذیت مبالغۃً کہا گیا ہے۔ جیسا کہ عادل کو مبالغۃً عدل کہنا اہل زبان کے نزدیک معروف و متعارف ہے ۔۔۔یا۔۔۔ یہ کہ اذیٰ نام ہے اسکا جسکے ذریعہ کسی کو اذیت دیجائے، جیسے کانٹا، پتھر غلاظت وغیرہ۔

۔۔۔حضرت حسن بصری کا ارشاد ہے:

اَلْاَ بْرَارُھُمُ الَّذِیْنَ لَایُؤْذُوْنَ الذَّرَّوَلَا یَرْضُوْنَ الضَّر

یعنی ابرار و نیکوکار وہ ہیں جو ایک چھوٹی چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور نہ کسی کو نقصان دینا پسند کرتے ہیں

ایک روایت میں اِمَاطَةُ الْعَظْمِ (ہڈی کا ہٹا دینا) ہے۔ خاص طور پر ہڈی کا ذکر صرف مثال کے لئے ہے ورنہ مقصود کلام یہ ہے کہ اذیت دینے والی اور بری لگنے والی ہر چھوٹی بڑی چیز کو راہ سے ہٹا دیا جائے، خواہ وہ ہڈی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔الغرض۔۔۔ مخلوق کو فائدہ پہنچانا بڑا ثواب ہے۔ خواہ پانی ہی پلا کر انکی تشنگی دور کی جائے۔ اس لئے بعض لوگ سبیلیں لگا کر داخل حسنات ہوتے ہیں اور اس کارِ ثواب کو انجام دے کر اسکے ثواب کو حضرات شہدائے کربلا اور ان کے متعلقین کی ارواح طیبات کو نذر کر کے اپنی سعادت و نیک بختی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۱۰۔۔۔حدیث زیر شرح میں جن دو شعبوں کا صراحۃً ذکر ہے ان میں پہلا 'عبادات قولیہ' سے ہے اور دوسرا 'طاعت فعلیہ' سے ۔۔۔نیز۔۔۔ پہلا فعلیہ ہے اور دوسرا ترکیہ ۔۔۔اسی طرح۔۔۔ پہلا حق کے ساتھ معاملہ ہے اور دوسرا مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک۔۔۔یونہی۔۔۔ پہلا امر خداوندی کی تعظیم ہے اور دوسرا مخلوق الٰہی پر شفقت و مہربانی۔۔۔ایسے ہی۔۔۔ پہلا اللہ کے حق کا قیام ہے اور دوسرا مخلوق کے حق کا۔ پس جو ان دونوں کو صدق دل سے قائم کردے تو اسکے صالحین سے ہونے میں شبہ نہیں۔

۱۱۔۔۔وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ: ایمان کے جملہ شعبوں میں حیاء ایک عظیم شعبہ ہے۔ یہاں حیاء سے مراد 'حیاء ایمانی' ہے۔ 'حیاء ایمانی' انسان کی اس خوبی کو کہتے ہیں جو اسکو بہ سبب ایمان فعل قبیح (برے کام) سے روکے۔۔۔مثلاً: کشف عورت اور جماع بین الناس وغیرہ۔ یہاں حیاء سے مراد وہ نفسیاتی حیاء نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نفوس میں پیدا کر دیا ہے۔ حیاءِ لغوی ہی حیاءِ نفسانی ہے۔ یعنی کسی چیز سے منقبض ہونا اور ملامت و عتاب کے خوف سے چھوڑنا۔

۱۲۔۔۔خصوصیت کے ساتھ حیاء کا ذکر کیوں فرمایا

گیا؟ اسکا ایک جواب تو وہ ہے جواہر پارے میں جسکی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ایمان کی تمام شعبوں میں حیاء ہی ایک ایسا شعبہ ہے جو تمام شعبوں کی طرف داعی ہے۔ اس لئے کہ جو متنفس ایک طرف دنیا کی فضیحت اور دوسری طرف عقبیٰ کی قباحت بڑھ جانے سے خوفزدہ ہے، تو وہ یقیناً منہیات و منکرات سے رک جائے گا۔ اور کھیل کود۔۔۔۔ نیز۔۔۔۔ فضولیات سے بغض آجائیگا۔

۔۔۔۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

حَقِيقَةُ الْحَيَاءِ اِنَّ مَوْ لَاكَ لَا يَرَاكَ حَيْثُ نَهَاكَ

حیاء حقیقت یہ ہے کہ تمہارا آقا، تم کو وہاں نہ دیکھے جہاں سے اس نے تم کو روکا ہے

یہی مقامِ احسان ہے، وہ احسان جو مراقبہ ومحاسبہ کے حال سے پیدا ہونے والے مشاہدے سے موسوم ہے۔۔۔۔ المختصر۔۔۔۔ یہ حدیث جلیل، حدیث جبرائیل کا خلاصہ ہے جس میں فافضلھا ایمان کی طرف اشارہ کرتا ہے، ادناھا اسلام کی راہ دکھاتا ہے اور کلمہ والحیاء احسان کا پتہ دیتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

اِسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوْا اِنَّا لَنَسْتَحِيْ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ يَّحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا حَوٰى وَالْبَطْنَ وَمَا وَعٰى وَيَذْكُرُ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا وَآثَرَ الْآخِرَةَ عَلَى الْاُوْلٰى فَمَنْ يَّعْمَلْ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ ﴿مرقات﴾

اللہ سے شرم کرو جیسا کہ شرم وحیاء کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول: الحمدللہ! ہم اللہ سے شرم کرتے ہیں جیسا کہ شرم کرنے کا حق ہے۔ حضور نے صحابہ کی ان باتوں کو سن کر ارشاد فرمایا کہ اللہ سے حیاء کرنے کا وہی مطلب نہیں جو تم نے سمجھ رکھا ہے۔ بلکہ اللہ سے کما حقہ حیاء کرنا یہ ہے کہ انسان اپنے سر اور اس میں جمع کردہ خیالات ونظریات اور اپنے پیٹ اور اس میں جمع کردہ غذاؤں پر نظر رکھے (نہ سر میں غلط خیال کا گزر ہو نہ شکم میں حرام مال کا)۔۔۔ نیز۔۔۔ موت وآزمائش کو یاد رکھے اور اس سے غافل نہ ہو۔ جس نے آخرت کو چاہا، دنیا کی زینت ترک کی، اور آنے والی گھڑی کو اس پہلی ساعت پر عملاً فضیلت دی، پس جس نے یہ سب کچھ کیا تو بیشک اس نے اللہ سے کما حقہ شرم کی۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ جس سے اس بات کی تصحیح ہوگئی کہ حیاء ہی خیر کل ہے۔

۱۳۔۔۔۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کی تلاش ہوئی کہ آخر وہ کون کون سے امور ہیں جو ایمان کی شاخیں ہیں۔ پھر میں نے تمام طاعتوں کو شمار کیا تو وہ بضع و سبعون (ستر وچند) سے کہیں زیادہ نکلیں۔ پھر میں سنت کی طرف رجوع ہوا اور احادیث نبوی میں جن جن طاعتوں کو ایمان کہا گیا ہے ان کو جمع کرنے لگا تو جو کچھ میں نے جمع کیا وہ بضع و سبعون (ستر وچند) کم ٹھہرا۔ پھر میں نے کتاب وسنت دونوں کو ملا دیا اور جن جن امور کو کتاب وسنت میں ایمان قرار دیا گیا ہے ان کو یکجا کیا تو ان کی کل تعداد سبع و سبعون (ستہتر ۷۷) نکلیں۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ حدیث زیر شرح میں سبع و سبعون (ستہتر ۷۷)

ہی مراد ہے۔

۱۴۔۔۔علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ محققین کی ایک جماعت (جن میں علامہ بیضاوی اور علامہ کرمانی بھی ہیں) ایمان کی شاخوں کو بطریق اجتہاد شمار کرنے کے تکلف میں پڑی۔ ان میں سب سے زیادہ قرین قیاس اور مفہوم حدیث زیر شرح کے قریب، علامہ ابن حبان کا شمار ہے جنھوں نے ہراُس خصلت کو یکجا کرلیا، کتاب وسنت میں جس کو ایمان فرمایا گیا۔ علامہ ابن حبان ہی کی پیروی شیخ الاسلام ابوالفضل ابن حجر نے اپنی شرح بخاری میں کی ہے۔ علامہ سیوطی نے علامہ ابن حبان اور شیخ الاسلام کی پیروی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل خصلتوں کو ایمان قرار دیا ہے:

﴿۱﴾ اللہ کی ذات پر ایمان ﴿۲﴾ اللہ کی صفات پر ایمان ﴿۳﴾ اللہ کی ذات وصفات کے سوا ہر شیء کے حادث ہونے پر ایمان ﴿۴﴾ فرشتوں پر ایمان ﴿۵﴾ اللہ کی کتابوں پر ایمان ﴿۶﴾ اللہ کے رسولوں پر ایمان ﴿۷﴾ تقدیر کے خیر وشر کے اللہ کی جانب سے ہونے پر ایمان ﴿۸﴾ قیامت کے دن پر ایمان ﴿۹﴾ اللہ کی محبت ﴿۱۰﴾ اللہ کیلئے محبت ﴿۱۱﴾ اللہ کے لئے عداوت ﴿۱۲﴾ نبی ﷺ کی محبت ﴿۱۳﴾ حضور آیہ رحمت کی تعظیم کا اعتقاد اور آپ پر نذرانہء درود وسلام عرض کرنا اسی میں شامل ہے ﴿۱۴﴾ سنت نبوی کی اتباع ﴿۱۵﴾ اخلاص، نفاق وریاء کا چھوڑنا اسی میں شامل ہے ﴿۱۶﴾ توبہ ﴿۱۷﴾ خوف الٰہی ﴿۱۸﴾ اللہ کی رحمت سے امید ﴿۱۹﴾ شکر ﴿۲۰﴾ وفاداری ﴿۲۱﴾ صبر ﴿۲۲﴾ رضا بالقضاء ﴿۲۳﴾ حیاء ﴿۲۴﴾ توکل ﴿۲۵﴾ رحمت ومہربانی ﴿۲۶﴾ تواضع، بزرگوں کی توقیر اسی میں شامل ہے ﴿۲۷﴾ چھوٹوں پر شفقت ﴿۲۸﴾ فخر وغرور وخود بینی کا ترک ﴿۲۹﴾ حسد وکینہ پن سے کنارہ کشی ﴿۳۰﴾ غصہ وغضب کا ترک ﴿۳۱﴾ توحید کا اقرار ﴿۳۲﴾ قرآن کی تلاوت ﴿۳۳﴾ علم سیکھنا ﴿۳۴﴾ علم سکھانا ﴿۳۵﴾ دعاء ﴿۳۶﴾ ذکر، استغفار کا شمار ذکر ہی میں ہے ﴿۳۷﴾ لغویات سے اجتناب ﴿۳۸﴾ حسی اور حکمی دونوں طرح کی طہارت حاصل کرنی، نجاستوں سے پرہیز اسی میں شامل ہے ﴿۳۹﴾ ستر عورت ﴿۴۰﴾ نماز خواہ فرض ہو یا نفل ﴿۴۱﴾ سخاوت، کھانا کھلانا اور ضیافت کرنا اسی میں شامل ہے ﴿۴۲﴾ زکوٰۃ، خواہ واجبہ ہو یا نافلہ ﴿۴۳﴾ مملوک غلاموں کے گلوں سے غلامی کا پٹہ اُتارنا ﴿۴۴﴾ روزہ، فرض ہو یا نفل ﴿۴۵﴾ اعتکاف ﴿۴۶﴾ شب قدر کی طلب اور اس کی تلاش ﴿۴۷﴾ حج ﴿۴۸﴾ عمرہ ﴿۴۹﴾ طواف ﴿۵۰﴾ دینی فرار، ہجرت اسی میں شامل ہے ﴿۵۱﴾ نذر پوری کرنا ﴿۵۲﴾ ایمان کا قصد کرنا اور اس کو فضیلت دنیا، ہر معاملہ میں ایمان والے پہلو کو اولیٰ اور افضل قرار دینا ﴿۵۳﴾ کفارات کی ادائیگی ﴿۵۴﴾ نگاہ میں پاکدامنی ﴿۵۵﴾ عیال کے حقوق کا قائم رکھنا ﴿۵۶﴾ والدین کے ساتھ حسن سلوک ﴿۵۷﴾ اولاد کی تربیت ﴿۵۸﴾ صلہ رحمی ﴿۵۹﴾ خدا کی نافرمانی کے سوا جملہ امور میں اپنے سرداروں کی اطاعت ﴿۶۰﴾ غلاموں کے ساتھ نرمی و ملائمت ﴿۶۱﴾ تمام معاملات میں انصاف کو قائم رکھنا ﴿۶۲﴾ جماعت کی اتباع کرنی ﴿۶۳﴾ اولی الامر کی اطاعت ﴿۶۴﴾ لوگوں کے مابین اصلاح و درستگی کی فضاء ہموار کرنی، خوراج اور باغیوں سے قتال اسی زمرے میں ہے ﴿۶۵﴾ نیکیوں

میں مدد کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں اسی خانے میں ہیں ﴿۶۶﴾ شرعی حدود کا قائم رکھنا ﴿۶۷﴾ جہاد مراطبہ یعنی، لشکر کا دشمن کی سرحد کے پاس، ہمیشہ قائم رکھنا اسی زمرے میں ہے ﴿۶۸﴾ امانت کی ادائیگی، اس زمرے میں خمس (پانچواں حصہ نکالنا بھی ہے) ﴿۶۹﴾ قرض دینا اور لئے ہوئے قرض کو وعدہ کے مطابق واپس کردینا ﴿۷۰﴾ ہمسائے کی عزت اور اس کی تعظیم کرنا ﴿۷۱﴾ حسن معاملہ، حلال طور پر مال جمع کرنا اسی زمرے میں ہے ﴿۷۲﴾ سلام کا جواب دینا ﴿۷۳﴾ چھینکنے پر یر حمك الله کہہ کر دعا کرنا ﴿۷۴﴾ لوگوں سے تنگی، بدحالی دور کرنا ﴿۷۵﴾ لہو ولعب سے پرہیز ﴿۷۶﴾ تکلیف دہ چیزوں کو راہ سے ہٹا دینا ﴿۷۷﴾ مناسب طور پر انفال مال فضول خرچی اور اسراف سے بچنا اسی زمرے میں ہے

جس کی اعتقادی اور عملی زندگی مذکورہ بالا جملہ شاخوں کے انوار سے مزین اور آراستہ ہے یقیناً وہ مومن کامل ہے اور جو باوجود مکلف ہونے کے، ان میں سے کسی ایک پر عمل پیرا نہ ہوسکا اس کا ایمان ناقص ہے۔ اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ ایمان کی شاخوں کو شمار کرتے ہوئے شاخ نمبر ۱ سے شاخ نمبر ۸ تک میں جو لفظ ایمان مذکور ہے اس سے مراد تصدیق نہیں، بلکہ اس تصدیق کا زبانی اعتراف مراد ہے۔ اسلئے کہ تصدیق تو اصل ایمان ہے، نہ کہ ایمان کی شاخ۔ اور حدیث زیر شرح میں ایمان کی شاخوں کا ذکر مقصود ہے نہ کہ اصل ایمان کا۔

اس وضاحت کے بعد یہ ظاہر ہوگیا کہ حدیث زیر شرح میں عمل پر ایمان کا اطلاق دیکھ کر یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ عمل بھی ایمان کا جزء ہے۔ اور نہ یہ ہی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ ایمان، اقرار و تصدیق اور عمل کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ دونوں استدلال اسلئے نہیں کیے جاسکتے کہ حدیث میں الایمان (ایمان کی شاخیں ہیں) اور یہ ظاہر ہے کہ شاخیں اپنی اصل سے جدا ہوتی ہیں۔ حدیث میں ایمان کی تشبیہ ایک درخت سے دی ہے جو شاخوں اور ٹہنیوں والا ہے۔ جس طرح کہ قرآن نے اس کلمہ کو جو حقیقت ایمان پر دال ہے ایک درخت سے تشبیہ دی ہے جس کی جڑ قلب میں ہے اور شاخیں آسمان تک جا پہنچی ہیں۔

۱۵۔۔۔۔مُتَّفَقٌ عَلَیْہ: اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ بخاری، مسلم کی روایتوں کی جو اصل ہے وہ ایک ہی ہے۔ دونوں نے ابو ہریرہ ہی سے روایت کی ہے اور وہ اصل روایت یہ ہے: الایمان بضع و سبعون شعبة ۔ رہ گیا فافضلها اور اسکے بعد عن الطریق تک اس کی روایت مسلم نے تو کی ہے، لیکن بخاری نے نہیں کی ہے۔ علامہ سیوطی نے فرمایا ہے کہ بخاری نے بضع و سبعون کا ذکر تو کیا ہے، مگر شک کے ساتھ یوں کیا ہے بضع و ستون او بضع و سبعون شعبة اور اصحاب سنن ثلاثہ نے بضع و سبعون کو بلاشک ذکر کیا ہے اور ابوعونہ کی صحیح میں ستّ و سبعون او سبع و سبعون (۷۶ یا ۷۷) کا ذکر ہے۔۔۔نیز۔۔۔ ترمذی میں اربع و ستّون کا لفظ ہے۔ علامہ میرک فرماتے ہیں کہ ترمذی کی روایت میں 'اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِیمَانِ' کا فقرہ ساقط کردیا گیا ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

حضرت مولانا

حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی

مبشر احمد عارفؔ دہلوی مرحوم

حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی کی خدمت میں ہدیہ تبرک:۔

حضرت علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں ابتداء ہی سے ماہانہ الاشرف کو آپ کا قلمی تعاون حاصل رہا اور آپ کے علمی مضامین الاشرف میں شائع ہوتے رہے پھر آپ نے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ اور جناب عارف دہلوی مرحوم مغفور کی خواہش پر الاشرف میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور نہایت مؤثر و مدلل انداز میں یہ دروس تحریر فرمائے جو بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ ماہانہ الاشرف میں قسط وار شائع ہوتے رہے درس قرآن کا یہ سلسلہ فروری ۱۹۹۵ء سے شروع ہوا اور آج الحمدللہ پندرہ سال چھ مہینے میں سورۃ بقرۃ شریف مکمل ہوئی ہم سورہ بقرہ کی تفسیر کی تکمیل پر مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے اور انہیں پورے کلام پاک کی تفسیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

۱۹۹۵ء جب درس قرآن کا آغاز ہو رہا تھا اس وقت الاشرف کے پہلے ایڈیٹر محترم جناب عارف دہلوی مرحوم نے آپ کا تعارف لکھا تھا یہ تعارف اتنا مکمل تھا کہ اس میں مزید کسی اضافے کی ضرورت نہیں ہے اسلئے ہم اسی تعارف کو نشر مکرر کے طور پر شائع کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائے۔

صدیوں سے ہر دور میں علم و ادب، تہذیب و تمدن اور علوم دینی و روحانی کا گہوارہ رہنے والے شہر دہلی کے ایک نہایت ہی اعلیٰ دینی و روحانی اور علمی گھرانے کے چشم و چراغ ایک شخص کا جو حقیقت میں ایک اہم پہلو شخصیت ہے، مختصر تعارف ان صفحات میں پیش کرنا مقصود ہے امرِ واقعہ یہ ہے کہ جن کا تعارف قارئین الاشرف سے کرانا میں ضروری سمجھتا ہوں انہیں خود یہ بات پسند نہیں کہ ان کا تعارف کرایا جائے۔

موصوف کا احترام مجھ پر واجب اس لئے بھی ہے کہ میں اپنے علمی وجود ہی نہیں جسمانی وجود کی نشو نما کے لئے بھی اور ان کی مخصوص تربیت کی بدولت خود شناسی اور ایمان و ایقان کی منزل تک پہنچنے کے سلسلے میں بھی فی الحقیقت ان کا مرہونِ منت ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی خواہش کے احترام میں مختصر تعارف پر اکتفا کروں گا۔ علمی و دینی گھرانوں کا ماحول بھی علمی و

دینی ہی ہوتا ہے اور بزرگانِ دین کے زیرِ سایہ پرورش پانے والے علمی و دینی سانچے میں ڈھل کر سامنے آتے ہیں۔ روحانیت کی آمیزش سونے پر سہاگہ کا کام کرتی ہے۔

آج سے تقریباً سوا تین سو سال قبل جب گیارہویں صدی ہجری مکمل ہونے میں چھ سال باقی تھے یعنی ۱۰۹۴ھ میں دلّی کے ایک قدیم علمی و دینی اور روحانی گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد اشرف رکھا گیا۔ تعلیم و تربیت کا ایسا انداز اختیار کیا گیا کہ یہ بچہ دینی و روحانی علم میں درجہء کمال کو پہنچا نصف صدی تک درس و تدریس، رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتا رہا...... محمد اشرف نام کا یہ بچہ مولانا الحاج مفتی محمد اشرف حنفی چشتی کے نام سے معروف و مشہور ہوا---- ۱۱۶۴ ھجری میں وفات پائی---ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حسین اشرف حنفی بھی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین تھے آپ شاہی مسجد قدسیہ باغ دہلی کے امام و خطیب تھے آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردانِ رشید میں سے تھے ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد حسن علی حنفی بھی اپنے بزرگوں کی عظمتِ دینی و روحانی کے صحیح وارث ثابت ہوئے۔

برصغیر پاک و ہند کے معروف ادیب و محقق مولانا امداد صابری نے مورخہ ۱۷ اکتوبر ۷۶ء کے روزنامہ جنگ کراچی میں اسی علمی و دینی اور وحانی خاندان پر ایک تحقیق مضمون لکھا آپ فرماتے ہیں۔

''حضرت مولانا حسن علی حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی سے علوم دینی کی تعلیم حاصل کی''

آپ ۱۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے بعمر ۷۰ سال ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی...... آپ نے بھی تکمیل علومِ دین کے بعد تقریباً نصف صدی درس و تدریس اور تبلیغ دین میں گزاری۔

حضرت مولانا حسن علی حنفی کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تھے آپ ۱۲۶۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۹ھ میں فوت ہوئے ...... مولانا امداد صابری لکھتے ہیں کہ:-

''حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی نے حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ دہلوی سے علوم دینی کی تکمیل کی۔ پہلے مدرسۂ عالیہ فتح پوری دہلی میں مدرس دوم ہوئے پھر صدر مدرس مقرر ہوئے اور مسندِ افتاء پر فائز ہوئے دہلی کی مشہور و معروف شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک کی امامت و خطابت بھی آپ ہی کے سپرد کی گئی۔'' حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی نے بھی نصف صدی سے زائد عرصہ تک درس و تدریس، رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کی محفل سجائے رکھی---- مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی کی اولاد کے سلسلہ میں مولانا امداد صابری لکھتے ہیں۔

''حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے سب سے بڑے مولوی بشیر احمد - مولانا حافظ نسیم احمد - حافظ جمیل احمد اور شفیق احمد - ان میں مولانا حافظ نسیم احمد جلیل القدر عالم دین ہوئے آپ اپنے والد محترم کی زیرِ نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہء

عربیہ فتحپوری دہلی میں حاصل کی۔ دہلی سے لاہور آئے اور اورینٹل کالج سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ دہلی واپس آئے تو والد محترم نے اپنی جگہ شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک دہلی کی امامت آپ کے سپرد کردی۔

حضرت مولانا شاہ نسیم احمد علماء کی اُس خاندان کی پانچویں نسل میں تھے جس خاندان کی ایک خوبی یہ تھی کہ ایک سے بڑھ کر ایک عالم دین تھا اور ہر ایک نے کم از کم نصف صدی خدمت دین میں صرف کی تھی، خود مولانا حافظ نسیم احمد ۳۵ سال مسلسل مٹیامحل کے قریب پہاڑی املی مسجد ایک برج والی میں محرم کے مہینے میں شہادت کا بیان کر رہے۔ آپ بہت اچھے واعظ تھے انجمن موئید اسلام جو ۱۸۹۲ء میں دلّی کے علماء نے قائم کی تھی تطہیر معاشرے کے ساتھ تبلیغ دین بھی اس کے مقاصد میں شامل تھی۔ مولانا نسیم احمد رحمۃ اللہ علیہ اس تنظیم کے شعبۂ تبلیغ کے سرگرم رکن تھے آپ ایک بہترین واعظِ خوش بیاں تھے یہی وجہ ہے کہ بغرضِ تبلیغ آپ کو برما ورنگوں بھی بھیجا گیا۔ اس وقت کے جلیل القدر عالم دین مولانا شاہ کرامت اللہ دہلوی حضرت مولانا نسیم احمد سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنی منجھلی صاحبزادی سے مولانا نسیم احمد کا نکاح کردیا۔ اسے قرن السعدین۔ کہیئے بالکل اسی طرح جس طرح شاہزادگانِ مغلیہ کے اتالیق اور اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی حضرت مولانا مفتی حبیب احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کردی تھی اس وقت شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک کی امامت و خطابت حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق کے سپرد کردی تھی جو انہیں اپنے والد محترم مولانا محمد معظم سے ورثہ میں ملی تھی---- حضرت مولانا حافظ عبدالرحمان نے یہ منصب اپنے داماد حضرت مولانا مفتی حبیب احمد کو دیا---- انہوں نے اپنے بیٹے مولانا حافظ نسیم احمد کو دیا انہوں نے اپنے بھتیجے مولانا حافظ شبیر احمد دہلوی کو یہ منصب نائب امامت کی صورت میں دیا-- تقسیم ہند تک یہی صورتحال رہی۔ پاکستان بننے کے بعد مولوی حافظ نسیم احمد کراچی آگئے مارٹن روڈ کی موتی مسجد کی امامت سنبھالی---- تقریباً دس سال یہاں امامت و خطابت کا فریضہ ادا کیا---- جس خاندان کا ذکر کرتے ہوئے میں پانچویں نسل مولانا حافظ نسیم احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک آیا ہوں اس خاندان کی یہ خوبی درج بالا سطور میں عرض کر چکا ہوں کہ ہر بزرگ نے پچاس پچاس سال سے زائد خدمتِ دین کا فریضہ بصورت درس وتدریس اور تبلیغ دین ادا کیا۔ مولانا حافظ نسیم احمد کے سلسلے میں بھی تھوڑی سی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔ مولانا شاہ کرامت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ نے مسلسل بیس سال تک بعد نماز فجر ترجمہ وتفسیر قرآن اور مثنویٔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا درس دیا تقریباً اتنی ہی مدت تک روزانہ بعد نماز عشاء مسجد نواب دوجانہ مٹیا محل میں درس قرآن اور بعد نماز عصر شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک میں درسِ مثنویٔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دیتے رہے، آپ اپنے والد حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تقریباً ۳۵ سال تک شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک دہلی میں

امامت وخطابت کا فریضہ ادا کیا۔

اِس طرح اس خاندانِ عالی کے ہر بزرگ نے جسے خاندانِ دلی سے خاص نسبت تھے اپنی اپنی زندگی کے پچاس سال سے زائد تبلیغ دین میں صرف کیئے۔ یہ کرم خداوندی ہے ۔بحمداللہ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے

حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی کی اولاد میں سے ان کی مسند عالی کے جانشین ان کے دوسرے صاجزادے حضرت مولانا حافظ شاہ نسیم احمد ہوئے افسوس ان کی اولاد میں اس وراثت کو سنبھالنے والا کوئی نہ نکل سکا۔

ہاں! مولانا مفتی حبیب احمد رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے مولوی بشیر احمد دہلوی کے دو صاجزادے حضرت مولانا حافظ شبیر احمد دہلوی اور حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مستند عالم دین ہیں۔جید حافظ قرآن ہیں---- غزالئ دوراں، رازئ زماں حضرت علامہ شاہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردانِ خاص میں سے ہیں---ان دونوں بھائیوں کی عمروں میں اللہ تعالیٰ برکت دے اس خاندانِ عالی کی عظمتوں کے تسلسل کو ان دونوں نے برقرار رکھا ہوا ہے۔حضرت مولانا شبیر احمد دہلوی کی دینی تربیت صحیح معنوں میں حضرت مولانا شاہ نسیم احمد دہلوی کے ہاتھوں ہوئی وہ اپنے اس لائق بھتیجے سے بے حد محبت کرتے تھے اور خصوصی توجہ فرماتے تھے اپنی چھوٹی بیٹی سے ان کا نکاح کیا۔مولانا شبیر احمد صاحب جامع مسجد الفردوس پاکستان کوارٹر نشتر روڈ میں گزشتہ ۴۴ سال سے مسلسل امامت و خطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ تقسیم ہند سے قبل شاہی سنہری مسجد دہلی میں نائب امام تھے اس طرح پچاس سال سے زائد مدت کا تسلسل آپ نے بھی اپنے خاندان کی چھٹی نسل میں بحمداللہ برقرار رکھا۔

مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی جن کے تعارف کے لئے یہ سارا پس منظر اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ ایک تو آپ اس شخصیت سے واقف ہو جائیں جس کا درس قرآن الاشرف کے آئندہ شمارے سے آپ پڑھیں گے دوسرے تاریخی حقائق و شواہد ضبط تحریر میں آجائیں۔

مولانا حافظ مشیر احمد صاحب مولانا شبیر احمد دہلوی کے چھوٹے بھائی ہیں ان دونوں نے حفظ قرآن دہلی ہی میں کرلیا تھا بلکہ ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں وقت کے جلیل القدر علماء سے حاصل کی۔پھر دونوں بھائی حصول علم کے لئے لاہور آگئے یہاں پر تعلیم حاصل کی ۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد ہجرت کر کے ملتان پہنچے۔

یہاں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ انوار العلوم میں داخل ہوگئے۔یہیں سے دونوں نے سندِ فراعت حاصل کی اگرچہ مولانا حافظ مشیر احمد صاحب پیشہ تجارت اپنایا لیکن درس و تدریس اور خطابت کا سلسلہ گزشتہ ۴۴ سال سے ان کا بھی جاری وساری ہے۔ملتان میں محلّہ پل شاہ والا حسن روڈ کی مسجد میں صبح درسِ قرآن اور بعد نماز عشاء درس حدیث کا سلسلہ برسوں جاری رہا۔ملتان سے کراچی منتقل ہوئے تو بھی تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رہا۔اور آج کل مسجدِ بلال لیاقت آباد کراچی میں ہر جمعہ قبل از نماز جمعہ آپ

خطاب فرماتے ہیں۔تحریر وتقریر کے ذریعے ان کا طرزِ استدلال قابلِ تحسین ہوتا ہے۔شخصیت ساز شخصیت ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں آج جو کچھ بھی ہوں ان کا مرہونِ منت ہوں۔یہ میرا اعزاز ہے کہ مولانا حافظ شبیر احمد دہلوی اور مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی جیسی عالم وفاضل اور لائق شخصیتوں کا چھوٹا بھائی ہوں لیکن شرمندہ ہوں کہ ان کے کف پا کے برابر بھی نہیں۔

''ہمارے نانا حضرت مولانا حافظ عبدالغفور عارفؔ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (میں نے اپنا تخلص نانا جان مرحوم سے مستعار لیا ہے) بھی نہ صرف یہ کہ علوم ظاہری وباطنی میں کمال درجہ رکھتے تھے بلکہ ایک صاحب کرامت بزرگ بھی تھے۔مدرسہ امینیہ دہلی کے بانیان میں سے تھے برسہا برس بحیثیت مدرس اس دینی مدرسہ میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا---عربی فارسی اور اردو پر یکساں عبور رکھتے تھے اور تینوں زبانوں کے باکمال وصاحبِ دیوان شاعر تھے تصوف اور روحانیت ان کے خاص موضوع تھے مدرسہ امینیہ دہلی کی لائبریری میں ان کی تصانیف آج بھی محفوظ ہیں۔

عملیات اور روحانی علوم میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔آپ کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ علمائے دیوبند بھی آپ کے معتقد تھے اور اپنے امراض کا روحانی علاج آپ ہی سے کراتے تھے کوچہ رحمان میں آپ کی رہائش تھی۔مدرسہ امینیہ سے جاری ہونے والے فتاویٰ پر ''الجواب صحیح'' آپ ہی لکھا کرتے تھے۔آپ کی تصدیق سند کی حیثیت رکھتی تھی۔تقویٰ وپرہیزگاری میں بے مثال تھے۔یہ تو تھا ہمارے خاندان کا مختصر تعارف لیکن ابھی طرہ امتیاز باقی ہے۔ہمارے خاندان کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ قطب ربانی حضرت ابو مخدوم سید محمد طاہر اشرف شاہ اشرفی الجیلانی قدس سرہ کا سایۂ روحانی بھی ہمیں میسر ہے۔حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طینت وپاک باز بیٹی حضرت قطب ربانی کو بیاہی گئیں اس طرح حضرت قطب ربانی ''ہمارے سگے پھوپھا ہوئے۔یہ تو نور ہوا۔نور اعلیٰ نور بھی دیکھئے حضرت قبلہ شیخ طریقت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی جیسی عظیم المرتبت روحانی شخصیت سے ایک رشتہ یہ ہوا کہ آپ ہمارے سگے پھوپھی زاد بھائی ہوئے ہمارے خاندان کو دوسرا اعزاز یہ ملا کہ ہماری بہن حضرت قبلہ شیخ طریقت کے عقد میں آئیں تو حضرت قبلہ ہمارے بہنوئی بھی ہوئے۔

یہ ہیں وہ اعزاز جن سے اللہ رب العزت نے ہمیں نوازا ہے اب آخر میں مجھے یہ عرض کرنے دیجئے کہ ہماری خاندانی عظمتوں کے تسلسل کو بڑھانے کا فریضہ بھی حضرت قبلہ شیخ طریقت مدظلہ العالی کے صاحبزدگان پر آگیا ہے۔فی الحقیقت ہم نالائق ثابت ہوئے۔حضرت قبلہ شیخ طریقت مدظلہ العالی پر کرم خداوندی یہ ہے کہ آپ نے ماشاء اللہ اپنے ہر فرزند کی تربیت اتنے پیارے طریقے اور سلیقے سے کی ہے کہ انشاء اللہ ہر بچہ آسمان علمیت وروحانیت کا تابندہ ستارہ ثابت ہوگا۔اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دے۔(امین)

راہ طریقت

اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

حکمت ودانائی مومن کی وہ میراث ہے جسے گم گشتہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا ...... غور وفکر، فہم وفراست اور تدبر جیسی صفات ہماری سہل پسندی اور بے حسی کی نذر ہوگئیں۔

قرآنِ مقدس کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اور تاکیداً اس بات کو دہرایا ہے کہ تم غور کیوں نہیں کرتے ...... تم فکر کیوں نہیں کرتے ......!

اِس جہان آب وگل میں ایک طرف تو قدم قدم پر سامان عبرت بکھرے پڑے ہیں اور دوسری طرف ایجادات و انکشافات اور تحقیق کے میدان پھیلے ہوئے ہیں۔

قدرت کا نظام یہ ہے انسان اپنے ذہن اور غور وفکر کی صلاحیتوں کو جتنا بروئے کار لاتا ہے اس پر تحقیق وانکشافات کی اتنی ہی راہیں کھلتی ہیں۔ فرمان خداوندی ہے کہ لیسَ الانسان الّا ما سعی انسان اپنی کوششوں کے مطابق ہی پاتا ہے ...... یہاں اگر تدبر کیا جائے تو یہ واضح ہوگا ...... انسانی عمل اور اس کی کوشش و کاوشیں دو جہت میں کام کرتی ہیں مثبت جہت اور منفی جہت۔

مثبت جہت میں کام کرنے کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مثبت نکلے گا اور منفی جہت میں کام کرنے کا نتیجہ منفی نکلے گا۔

اس لئے محاورتاً کہا جاتا ہے کہ نیکی کا پھل نیکی اور بدی کا پھل بدی کی صورت میں ہی ملتا ہے یا عام طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جیسا کروگے ویسا بھروگے ایک محاورہ یہ بھی سنا ہوگا کہ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹوگے ...... یہ تمام محاورے اور کہاوتیں برسہا برس کے علم وتجربے کا نچوڑ ہوتی ہیں۔

آج کی گفتگو کا محور یہ ہے کہ ہمیں غور وفکر اور تدبّر سے بطورِ خاص اس لئے بھی کام لینا چاہیے کہ یہ حکمِ خداوندی ہے ...... تعمیل حکم خداوندی کے نتائج ہمیشہ انسان کے حق میں بہتری ہی نکالتے ہیں۔ کارخانہ قدرت کے ہر شعبہ اور ہر معاملہ سرسری نظر میں کچھ اور ہوتا ہے اور بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اس میں بہت سے راز پوشیدہ نظر آتے ہیں۔ تفکّر وتدبّر فکر کی نئی راہیں کھولتے ہیں۔

عباسی دور کا واقعہ ہے کہ ایک بزرگ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں زکوٰۃ کس کو دوں۔ بزرگ نے فرمایا جسے تم مستحق سمجھو اور جس پر تمہارا دل مطمئن ہوجائے۔ وہ شخص مستحق کی تلاش میں نکلا ایک مستحق پر اس کا دل مطمئن ہوا اس نے اسے زکوٰۃ کی رقم دے دی۔ شام کو وہی شخص شراب کے نشے میں مست نظر آیا اس کی غیر اخلاقی حرکتوں کو دیکھ کر انہیں بہت افسوس ہوا اور دل میں خیال آیا کہ میں نے تو بہت سے لوگوں میں سے زیادہ مستحق اسی کو سمجھا تھا اور اس کو زکوٰۃ کی رقم دینے پر میرا دل مطمئن بھی تھا پھر یہ کیا ہوا۔

افسوس کے عالم میں انہی بزرگ کی خدمت میں پہنچا پورا واقعہ سنایا اُن بزرگ نے اپنی گدڑی میں سے ایک درہم نکال کر دیا اور

ہدایت کی کہ تمہارے سامنے جو بھی پہلا شخص آئے اسے یہ درہم دے دینا۔ شاید اس طرح تمہارے دل میں جو سوال پیدا ہوا ہے اس کا جواب تمہیں مل جائے

وہ شخص بزرگ کی محفل سے اٹھا اور باہر نکلا تو ایک شخص چادر لپیٹے سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ ہدایت کے مطابق اس نے بزرگ کا عطا کردہ درہم اس شخص کو دے دیا۔

کل کا تجربہ ذہن میں تھا۔ خیال آیا کہ دیکھیں یہ کیا کرتا ہے۔ ذرا فاصلہ دے کر اس شخص کا تعاقب شروع کیا کچھ دور جا کر اس شخص نے اپنی چادر میں چھپائی ہوئی کوئی شے نکالی اور اسے کوڑے دان میں پھینک کر آگے بڑھ گیا۔

یہ صاحب جلدی سے آگے بڑھے کوڑے دان میں دیکھا تو اس میں ایک مردہ چکور پڑا تھا۔ بڑے حیران ہوئے۔ تیز قدموں چلتے ہوئے اُس شخص کو جالیا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اپنی چادر میں مردہ چکور چھپایا ہوا تھا جو ابھی کوڑے دان میں ڈالا ہے یہ آخر کیا ماجرہ ہے؟ وہ شخص خاموش رہا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ بتانا نہیں چاہتا ہو بلکہ اُسے اس بات کا بھی افسوس ہوا کہ مردہ چکور چادر سے نکال کر پھینکنے کا عمل کیوں دیکھ لیا گیا۔ لیکن دوسری طرف پوچھنے والا وہ شخص تھا جس نے ابھی چند لمحے بیشتر اسے ایک درہم دیا تھا۔ ادھر ان صاحب نے پھر اصرار کیا کہ وہ اس راز سے پردہ اٹھائے۔ بالآخر وہ شخص بولا:۔

”جناب آپ میرے محسن ہیں آپ نے میری مدد فرمائی ہے اس لئے میں آپ کی بات نہیں ٹال سکتا صورتحال یہ ہے کہ میرے اور میرے گھر والوں پہ آج فاقہ کا تیسرا دن ختم ہو رہا تھا مجھے یہ مردہ چکور پڑا نظر آیا۔ اب میرے لئے یہ جائز ہو چکا تھا اس لئے میں نے اسے اٹھا کر چادر میں چھپا لیا۔ گھر کر طرف جا رہا تھا کہ اسے پکوا کر بچوں کو کھلاؤں اور ان کو فاقہ سے نجات دلاؤں جب آپ نے مجھے ایک درہم دیا تو وہ اضطراری کیفیت ختم ہوگئی اور یہ مردہ پرندہ پھر میرے لئے حرام ہوگیا۔ اس لئے میں نے اسے کوڑے دان میں پھینک دیا۔ بس میری اتنی ہی کہانی ہے اب مجھے اجازت دیجئے میرے بچے بھوک سے نڈھال ہو رہے ہوں گے۔

بزرگ نے دریافت کیا:۔”ان دونوں واقعات سے تم نے کیا نتائج اخذ کئے؟“ وہ صاحب بولے:”حضرت جی! یہ تو بالکل سامنے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو اشخاص سے ہمیں ملایا ہے ایک وہ جو انتہائی کمینہ خصلت ہے۔ بدکردار ہے۔ منافق ہے اور خدا کا باغی ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو نہایت، نیک، متقی، پارسا اور مسکین و مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کے لوگوں سے ہمیں ملا دیا۔

بزرگ نے پوچھا:۔

”اس کے علاوہ بھی تمہاری سمجھ میں کچھ اور آتا ہے......؟“ وہ صاحب بولے میری سمجھ میں تو اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔

بزرگ محترم نے پہلے تو نصیحت کی کہ غور و فکر اور تدبّر اور تفکّر کی عادت ڈالو تا کہ تم پر حقائق منکشف ہوں اور تمہاری آنکھوں پر سے غفلت کے پردے ہٹیں پھر فرمایا:۔

میرے عزیز: اللہ تعالیٰ نے تمہیں صرف دو اشخاص سے نہیں ملایا حقیقت میں اس ڈرامے کے چار کردار ہیں۔ تم چار آدمیوں سے ملے ہو ایک وہ شخص جسے تم بدکار کہتے ہو۔ دوسرا وہ شخص جسے تم نے متقی اور پرہیزگار کہا تیسرے شخص تم خود ہو اور چوتھا شخص میں ہوں

تم نے پہلے دو اشخاص کے کردار دیکھے اور نتیجہ نکال بیٹھے بقیہ دو کرداروں کی طرف تمہارا دھیان ہی نہیں گیا جبکہ اس ڈرامے میں اصل کردار ہم دونوں کا ہے۔ وہ صاحب حیرت سے بولے: ''وہ کیسے''؟ بزرگ نے فرمایا: ''وہ ایسے کہ ہم دونوں نے رقم دی جو دو مختلف اشخاص تک پہنچی۔تم نے اگر چہ پوری تحقیق اور دلی اطمینان کے بعد اپنی رقم دی لیکن جہاں پہنچی وہ تم نے دیکھا میں نے بلا تحقیق رقم تمہارے ذریعہ دی اور یہ رقم جہاں پہنچی وہ بھی تم نے دیکھا......

آخر یہ فرق کیوں......؟ ذرا مزید غور کرو تو شاید کسی اور راز سے پردہ اٹھے'' وہ صاحب کچھ دیر سوچتے رہے اور بالآخر بولے:۔

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا'' بزرگ محترم نے اشارہ دیتے ہوئے کہا:۔''اچھا: آؤ ہم دونوں اپنی کمائیوں پر غور کریں۔ مجھے نہیں معلوم تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے۔اور اکلِ حلال کا تم کس حد تک اہتمام کرتے ہو میں اپنا ذریعہ معاش تمہیں بتاتا ہوں۔ میں قرآن پاک لکھتا ہوں۔ٹوپیاں سیتا ہوں اس سے جو آمدنی ہوتی ہے۔ اس میں سے نصف صدقہ کردیتا ہوں باقی سے ضروریات پوری کرتا ہوں میں فکر اپنی روزے کے حلال ہونے کی کرتا ہوں اور دل کا اطمینان رزق حلال سے ڈھونڈتا ہوں اور جب اپنی کمائی میں سے کسی کو دیتا ہوں تو نہ مجھے تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ تفتیش کی مجھے پہلے ہی یہ دلی اطمینان ہوتا ہے کہ میری حلال کی کمائی غلط ہاتھوں میں نہیں جاسکتی۔ یہ تو تھا میرا معاملہ اب تم اپنا محاسبہ کرو...... اپنی کمائی پر غور کرو......اور فیصلہ بھی خود کرو۔ بزرگ محترم کی اس گفتگو سے اُس شخص پر کپکی طاری ہوگئی ......آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ...... بزرگ کے پیر پکڑ لئے اور بولا:۔ واقعی میں بڑا گنہگار ہوں میری کمائی پاک نہیں تھی پھر پاک لوگوں تک کیسے جاتی رزق کے حصول میں بہت غیر محتاط ہوں۔ میری آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ دولت کے حصول میں ہر جائز و ناجائز ذریعہ اختیار کرتا ہوں۔ پھر وہ شخص زاروقطار رونے لگا۔

بزرگ محترم نے اسے تسلّی دی توبہ واستغفار کی تاکید کی وہ شخص بزرگ محترم کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔

عزیزانِ محترم! اس واقعہ سے آپ نے اندازہ کیا کہ غور وفکر اور تدبّر وتفکر سے کیسے کیسے راز کھلتے ہیں کیسے کیسے انکشافات ہوتے ہیں اور سوچنے سمجھنے کی کیسی کیسی راہیں کھلتی ہیں عبرت کے کیسے کیسے سامان نظروں میں آتے ہیں اور انسان کی کس طرح یک لخت کایا پلٹ جاتی ہے......

بزرگانِ دین کی نظریں حقائق کی گہرائیوں تک جاتی ہیں ان کے سمجھانے ، بتانے اور سکھانے کے انداز بھی کتنے پیارے اور کتنے حکمت آمیز وسبق آموز ہوتے ہیں اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں رہو...... بزرگان دین کا مشن ایک جملے میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ''مخلوق کو خالق سے روشناس کراتے ہیں''...... مجاز سے حقیقت کی طرف سے لے جاتے ہیں......اختتام کلام یہ ہے کہ غور وفکر اور تدبّر وتفکر سے کام لو حقائق کھل کر سامنے آئیں گے اور بزرگان دین کی صحبت اختیار کرو۔

نماز با جماعت کا اہتمام

فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی تحریر و تقریر میں منفرد مقام رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ٹی وی ریڈیو اور مختلف چینلز پر آپ کو تقریر کے لئے مدعو کیا جاتا ہے اب تک آپ بے شمار تقاریر کر چکے ہیں الحمد للہ آپ کی ان نشری تقاریر کا ریکارڈ موجود ہے انہی تقاریر میں سے ہم ریڈیو پاکستان اسلام آباد سے نشر کی گئی ایک تقریر پیش کر رہے ہے۔ ملاحظہ فرمائے۔ (سب ایڈیٹر)

سامعین محترم،

آج ہماری گفتگو کا عنوان ہے ''نماز با جماعت کا اہتمام'' نماز ہر مسلمان مرد اور عورت عاقل و بالغ پر فرض ہے اور اس کو ترک کرنے والا گناہگار ہے بلکہ تارک نماز کے لئے تو یہاں تک وعید سنائی گئی **مَن تَرَكَ الصلوٰة متعمداً فقد كفره** کہ جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا نماز کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ قرآن مجید فرقان حمید میں کئی سو مقامات پر نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کی تاکید قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں تو کثرت کے ساتھ آئی ہے اسی لئے اس کو افضل العبادات قرار دیا گیا ہے ایک ہے انفرادی نماز اور ایک ہے اجتماعی نماز انفرادی نماز سے مراد تنہا نماز ادا کرنا اور اجتماعی نماز سے مراد نماز با جماعت ہے عبادت پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجر و ثواب مقرر کیا گیا ہے اور ہر عبادت کا ثواب الگ ہے اور یہ ثواب وقت، مقام اور اجتماع کی صورت میں بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً نماز وقت پر ادا کی جائے تو ثواب زیادہ ہے اور وقت گزار کر یعنی قضا پڑھی جائے تو ثواب کم ہے اسی طرح مقام کے بدلنے سے بھی اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے یعنی آپ گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو بے شک اس کا ثواب ہے لیکن مسجد میں با جماعت نماز کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے اسی لئے جماعت کی فضیلت زیادہ ہے اسی طرح اگر یہی نماز مسجد نبوی ﷺ یعنی مدینہ منورہ میں پڑھی جائے تو ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور یہی نماز حرم شریف یعنی مکہ معظمہ میں پڑھی جائے تو ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ پتہ چلا کہ مقام بدلنے سے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور مقام جتنا فضیلت والا ہوگا نماز کا ثواب بھی زیادہ ہوگا نماز با جماعت کی فضیلت اور اجر اس لئے بھی زیادہ ہے کہ اجتماعی عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس عبادت میں زیادہ مسلمان شریک ہوں گے ان میں یقیناً کوئی نہ کوئی متقی اور پرہیزگار ضرور ہوگا ایسا نہیں کہ سارے کے سارے ہی گناہگار اور

نافرمان ہوں اگر ایک نیک بندہ بھی موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ امید ہونی چاہیے کہ وہ اپنے اس محبوب بندے کی وجہ سے باقی لوگوں کی عبادت بھی قبول فرمائے گا اسی لئے نماز با جماعت کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے ہمیں چاہیے کہ پہلے تو نماز کی پابندی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ نماز با جماعت پڑھنے کی کوشش کریں۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو اہمیت ہے وہ رمضان المبارک میں اور بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ اس ماہ مبارک میں ہر عمل کا ثواب دگنا کر دیا جاتا ہے۔نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا اس سے بھی دگنا۔ اب آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ عام دنوں میں جب مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے ۔تو رمضان المبارک میں نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب کتنا ہوجاتا ہوگا اس لئے ہمیں چاہیے کہ اس ماہ مبارک کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی کوشش کریں اور نماز با جماعت کا اہتمام کریں جو لوگ آفس میں کام کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہاں نماز با جماعت کا اہتمام کریں اگر آپ کے اہتمام کرنے سے یا آپ کے کہنے سے کسی نے نماز پڑھ لی تو جتنا ثواب اس کو ملے گا۔اتنا ہی آپ کو بھی ملے گا رمضان المبارک کے یہ مقدس اور بابرکت لمحات ضائع کرنے کے بجائے ان کو نیک اعمال سے مزین کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔

نماز

اطاعت یا بغاوت کا ثبوت ہے

ہر حکمراں اور محکمہ کے اصول وقواعد ہوتے ہیں جن کی خلاف ورزی قابل سزا ہوتی ہے جیسے محکمہ تعلیم تعلیمی سال میں زیادہ غیر حاضر رہنے والے طالب علم کا سالانہ امتحان کے لئے داخلہ نہیں بھیجتا اور اس کی سال بھر کی محنت اور پڑھائی ضائع جاتی ہے اسی طرح احکم الحاکمین کا حکم ہے کہ میرے دربار میں روزانہ پانچ وقت حاضری دے کر اطاعت شعاری کا ثبوت دیں اور مشرک نہ بنیں بغاوت نہ کریں ورنہ!

☆ جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقہ میں ڈال دیئے جائیں گے (القرآن)

☆ بے نمازی کی دعا قبول نہ ہوگی۔(الحدیث)

☆ بے نمازی کی قبر تنگ کردی جائے گی۔(الحدیث)

☆ آخرت میں بڑی سختی سے حساب لیا جائے گا۔(الحدیث)

شیطان صرف حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بنا پر قیامت تک کے لئے ملعون و مردود ہوا اور روزانہ نماز نہ پڑھنے والا اپنے حشر کا خود اندازہ لگا سکتا ہے۔اس لئے نماز کی پابندی کر کے اطاعت شعاری کا ثبوت دیں بے نمازی بن کر عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیں ۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

قادیانی غیر مسلم اقلیت کیوں؟

محترم جناب جسٹس میاں نذیر اختر

مرزغلام احمد (قادیانی) کے قادیانی اور لاہوری پیروکار خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے شعائرِ اسلام کا استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانی ایک علیحدہ گروہ ہیں اور ان کا اسلام اور امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ مرزا غلام احمد نے اسلام کی تعلیمات کی واضح خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے نبی ہونے کے بارے میں جھوٹا دعویٰ کیا اور اعلان کیا کے اس کی ''نبوت'' پر ایمان نہ رکھنے والے سب کافر ہیں۔ اس نے یہ دعویٰ کر کے توانتہا کردی کہ وہ آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور حتیٰ کہ محمد ﷺ ہے

(نعوذ باللہ من ذالک)

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی پاک ﷺ پر نازل شدہ قرآن مجید کی آیات کو اپنے آپ سے منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ مرزائی کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے واضح طور پر لفظ (محمد) سے مراد (مرزا غلام احمد قادیانی) ہی لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیجتے ہیں۔ گویا جب یہ لوگ (قادیانی) کلمہ طیبہ اور درود پڑھتے ہیں تو ان کے قلب و باطن پر مکمل طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کا تصور ہوتا ہے اور اس طرح کرتے ہوئے وہ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی تحقیر کر رہے ہوتے ہیں۔

قادیانی اور لاہوری گروہوں سے تعلق رکھنے والے، مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار آئین پاکستان کی دفعہ (B) (3) 260 کے تحت غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ احمد اور محمد ہے اور اس میں نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی خوبیاں موجود ہیں۔ اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت اس کے دعویٰ نبوت سے متاثر نہیں ہوئی، کیونکہ وہ کچھ نہیں، سوائے اس کے کہ (ظلی اور بروزی شکل میں) وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) محمد ﷺ ہے۔ قادیانی جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں اس کے لئے درود و سلام پڑھتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق یہ (درود و سلام) نبی پاک ﷺ کا استحقاق ہے۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو حضرت محمد ﷺ کے برابر سمجھتے ہوئے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اس طرح نبی پاک حضرت محمد ﷺ کے رتبہ کو گھٹا کر مرزا غلام احمد قادیانی کے برابر قرار دیتے ہیں۔

قادیانیوں کا یہ فعل واضح طور پر نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے مبارک اور مقدس نام کی تحقیر کے مترادف ہے، جو زیر دفعہ C-295 پی پی سی قابل سزا ہے۔ جرم زیر دفعہ C-295 پی پی سی کی سزا، سزائے موت یا عمر قید اور جرمانہ ہے اور یہ جرم دفعہ 497 سی آر پی سی کی امتناعی تعریف میں آتا ہے۔ جس کے تحت ضمانت نہیں لی جا سکتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار، زیر دفعہ B-298 پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہ کلمات یا شعائرِ اسلام استعمال کریں جو عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں، کیونکہ اس طرح

سے یہ (قادیانی) اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے۔ جو قانون کے مطابق ممنوع ہے۔ مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار غیر مسلم ہیں اور ایک جداگانہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ امت مسلمہ کا جزو نہیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کے مطابق جو مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کرتے، کافر اور غیر مسلم ہیں۔ مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب ''کلمہ الفصل'' کے ابواب 2' 3' اور 4 میں تفصیل سے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو مرزا غلام احمد کے دعووں اور تعلیمات پر یقین نہیں رکھتے' غیر مسلم اور کافر ہیں اور قادیانیوں کو ان (مسلمانوں) کی رسومات شادی و مرگ میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ مرزا غلام احمد نے اپنے سگے بیٹے فضل احمد کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی' کیونکہ وہ اس دعوت نبوت پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی تھی۔ اس طرح اب اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کہ مذہب اسلام کی رو سے وہ غیر مسلم ہیں۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 260 کی ذیلی شق 3-B کے تحت انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی' برطانوی سامراج کا لگایا ہوا پودا تھا۔ انہوں نے اس درخواست کا بھی حوالہ دیا جو مرزا غلام احمد کی طرف سے اس وقت کے لیفٹیننٹ کے گورنر پنجاب کو ارسال کی گئی تھی' جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو برطانوی سامراج کا ''خود کاشتہ پودا'' کے الفاظ سے منسوب کیا تھا۔ (تبلیغ رسالت جلد نمبر ۷ صفحہ ۸۸)

مرزا غلام احمد کی تعلیمات کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان مکمل طور پر برطانوی حکومت کے فرمانبردار اور مطیع ہو جائیں، انگریز حکومت کی غلامی اور اطاعت کو اسلام کا ایک حصہ سمجھیں اور آئندہ 'جہاد کو حرام جانیں اور ''شرک فی الرسالت'' کے ذریعے مسلمانوں کا حضور اکرم حضرت محمد ﷺ سے عقیدت ومحبت کا رشتہ ختم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ، نبی اکرم حضرت محمد ﷺ، عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید، احادیث مبارکہ، اہل بیت کی عزت واحترام، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے تقدس کے بارے میں مرزا صاحب کی تعلیمات واعتقادات پوری امت مسلمہ سے مختلف ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کی درج ذیل آیت کے مطابق درود وسلام صرف حضور اکرم ﷺ کے لئے مختص ہے۔ ان اللہ وملائکة یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس درود بھیجتے ہیں' اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب ومحبت سے) سلام عرض کیا کرو۔'' درود وسلام اعلیٰ ترین عبادت ہے جو مسلمانوں کے حضور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ سے رشتہ احترام و محبت کو مضبوط کرتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مرزا غلام احمد نے کبھی یہ دعویٰ کیا کہ وہ نبی یا پیغمبر ہے؟ اور وہ بھی حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی طرح درود وسلام کا مستحق ہے؟

امت مسلمہ اس پر ایمان ویقین کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نبی آخر الزمان اور خاتم النبین

ہیں۔امت مسلمہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کے عقیدے کو نہایت شدت اور حقارت کے ساتھ مسترد کرتی ہے۔قرآن کریم کے مطابق حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں ۔سرکار دوعالم ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے واضح طور پر فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔تاہم مرزا صاحب نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ نظریہ پیش کیا کہ حضرت محمد خاتم النبیین نہیں ہیں' بلکہ وہ خاتم یعنی مہر (Seal) کے حامل ہیں اور مستقبل میں آنے والے نئے نبیوں کی توثیق کرنے والے ہیں۔ (حقیقت الوحی :۲۷'۲۸)

مرزا غلام احمد نے ایک دوسرا نیا عجیب وغریب نظریہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت ثانیہ کا بھی پیش کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ ''میری ذات میں حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کا دوبارہ بروزی شکل میں ظہور ہوا ہے'' اور مزید دعویٰ کیا کہ پہلا ظہور ملک عرب میں ہلال (پہلی رات کا چاند) کی صورت میں تھا اور ان کے دوسرے ظہور میں وہ (مرزا غلام قادیانی کی صورت میں) بدر کامل (پورا چاند) ہیں۔اس طرح سے مرزا صاحب نے نہ صرف برابری' بلکہ اپنے آپ کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ سے برتر ہونے کا دعویٰ کیا۔اپنے باپ کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ کوئی بھی شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے' حتی کہ حضرت محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔(روزنامہ الفضل' ۱۷ جولائی ۱۹۲۲) پوری امت مسلمہ کا پختہ اور کامل یقین وایمان ہے کہ پوری کائنات میں اللہ رب العزت کے بعد اعلیٰ ترین مقام صرف حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہے اور کوئی مسلمان آپ ﷺ کے ایک صحابی کے برابر ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔تاہم مرزا غلام احمد نے حضور اکرم ﷺ سے مکمل طور پر ہمسری اور ان کی مشابہت رکھنے کا دعویٰ کرنے کی جسارت کی ہے۔اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خطبہ الہامیہ میں اس بات کا پرزور دعویٰ کیا ہے کہ جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ (یعنی حضرت محمد ﷺ) میں فرق کرتا ہے' اس نے نہ تو مجھے (مرزا قادیانی) دیکھا اور نہ ہی مجھے پہچانا۔(نعوذ باللہ من ذالک) اس نے دعویٰ کیا کہ اس کا (یعنی مرزا قادیانی) کا نام احمد اور محمد اسے نبوت کے درجے کہ ساتھ ملا' کیونکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی محبت میں کھو گیا تھا۔انہوں نے اپنے ایک پمفلٹ (ایک غلطی کا ازالہ) میں تحریر کیا ہے کہ ''نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں' لیکن ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی رکھی یعنی فنافی الرسول کی ''انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی حضور اکرم ﷺ سے محبت انتہائی مثالی اور بے نظیر تھی' مگر وہ بھی نبوت کے درجے کو نہ پہنچ سکے۔وجہ صاف ظاہر ہے کہ نئی نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا تھا۔اس لئے حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے اعلیٰ درجہ کی محبت بھی نبوت کے مقام پر نہیں پہنچاسکتی۔تاہم مسلمان نبوت کے سوا' دیگر روحانی مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

رسول مقبول ﷺ کے صحابہ اکرام' جنہیں آپ ﷺ سے انتہا درجہ کی محبت تھی' کو اللہ رب العزت کی طرف سے تنبیہ کی گئی کہ وہ اپنی آوازوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کریں' ورنہ ان کے تمام نیک اعمال ضائع کردیئے جائیں

گے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے اس تنبیہ کا مقصد مسلمانوں کو اپنی مقررہ حدود کے اندر رکھنا تھا تاکہ وہ آپ ﷺ کی ہمسری اور برابری کا اظہار نہ کر سکیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے مسلمان اہل بیت سے بھی محبت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان تمام مقامات سے بھی محبت رکھتے تھے جہاں آپ ﷺ مقیم رہے یا پھر چلتے پھرتے رہے۔ مسلمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ریت، گرد وغبار، کھجوروں حتیٰ کہ گلیوں سے شدید محبت کرتے ہیں۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی (مقدس) جائے تدفین (روضہ رسول ﷺ) کو حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق جنت الفردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة'' (میرے گھر اور میرے منبر کے درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔) (سراج المنیر، شرح جامع الصغیر: 246) تاہم مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ہمسر ہونے اور ان سے مشابہت رکھنے کا دعویٰ کر کے انتہائی مذموم جسارت کا مظاہرہ کیا ہے، انہوں نے قادیان کو مکہ اور مدینہ کی طرح قابل احترام (حرم) قرار دے کر مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی ہے اور اس حد تک دعویٰ کیا ہے کہ قادیان کی ایک زیارت کرنا نفلی حج سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس حد تک آگے چلا گیا کہ اس نے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی (مقدس) جائے تدفین (روضہ رسول ﷺ) کا تذکرہ کرتے ہوئے غلیظ زبان کے استعمال کی انتہا کر دی۔ ظاہراً اپنے جوش و جذبہ میں نبی مکرم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری ظاہر کرنے کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریہ نزول آسمانی کو مسترد کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ''ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت، آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے، اس کے ہر پہلو سے ہمارے نبی کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد حساب نہیں، حضرت مسیح سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی عمر سو برس تک بھی نہ پہنچی، مگر حضرت مسیح اب تقریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن، تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی، مگر حضرت مسیح کو آسمان پر، جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے، بلالیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی، عزت کس کی زیادہ کی، قرب کا مقام کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا۔'' (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۲)

حضور اکرم حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقابلی مقام و مرتبہ کا نتیجہ اور قدر و قیمت خواہ کچھ بھی ہو، مگر ایک بات واضح ہے کہ مرزا صاحب نے نبی اکرم ﷺ کے مقدس مقام تدفین کے متعلق انتہائی تحقیر آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس کے تصور ہی سے ایک مسلمان لرز جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ وہ (مرزا قادیانی) مقام اور مرتبے کے لحاظ سے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سے بڑھ کر تھے۔ اپنی تحریر کردہ کتب دافع البلاء، نزول مسیح اور درثمین میں ان کی تذلیل و اہانت کی ہے۔ (کچھ متعلقہ اقتباسات اور

حوالہ جات اس فیصلہ کے آخر میں تتمہ، کے طور پر منسلک کردیے گئے ہیں) حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ (اپنے دونوں نواسوں) حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سے شدید محبت کرتے تھے' مگر مرزا غلام احمد (جو بذات خود محمد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے) نے حسنین کے لئے توہین اور نفرت کا اظہار کیا ہے۔ مرزا غلام احمد کہ مندرجہ بالا عقائد ونظریات' جن سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں' کے بعد مرزا صاحب سے دعویٰ کیا ہے کہ وہ درودوسلام کے مستحق ہیں۔ بقول مرزا صاحب اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے' مرزا غلام احمد کے الہامات اور وحیوں پر مشتمل کتاب ''تذکرہ'' کے صفحہ نمبر ۷۷ پر ایک وحی یہ درج ہے صلی اللہ علیک وعلی محمد۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب اربعین نمبر۲ میں مندرجہ ذیل دعویٰ کیا ہے۔ ''بعض بے خبر یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ ''اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا اطلاق کرتی ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواز یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسرے کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف' خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوہ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے' پھر جب کہ میری نسبت نبی نے یہ لفظ کہا' صحابہ نے کہا' بلکہ خدا نے کہا' تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگیا۔ (اربعین نمبر۲:۶)

دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب حقیقت الوحی باب چہارم صفحہ ۷۵ میں دعویٰ کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل وحی اس پر اتری ہے۔ اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة تري اعينهم تفيض من الدمع۔ يصلون عليك جوصفہ میں رہنے والے ہیں اور تو کیا جانتا کہ کیا ہیں صفہ میں رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے (مرزا قادیانی) پر درود بھیجیں گے۔) یہی وحی مرزا صاحب کی کتاب تذکرہ صفحات ۲۴۲' ۶۳۱ اور ۶۳۲ میں درج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصحاب صفہ مرزا صاحب پر درود بھیجتے ہیں ۔پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کے لئے درود وسلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے برابر گردانتے ہیں۔ قادیانیوں کی اس حرکت اور فعل سے واضح طور پر' حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس اور مبارک نام کی تحقیر اور بے حرمتی ثابت ہوتی ہے۔ حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقام ومرتبہ کو اس (مرزا قادیانی) کے مقام ومرتبہ سے پست کیا گیا ہے' جس (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو برطانوی حکومت کا ایک خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ جس نے برطانوی گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کو اسلام کا ایک حصہ سمجھا اور جہاد کے حرام ہونے کا دعویٰ کیا' حضرت امام حسین کی تذلیل واہانت کی جس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ تمام مسلمان' جو اس (مرزا قادیانی) پر ایمان نہیں لاتے' کافر ہیں۔

قسط نمبر ۴

مسافرِ حرمین

فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتہم عالیہ

گذشتہ سے پیوستہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دجال مشرق کی طرف سے آئے گا وہ مدینہ پر قبضہ کرنا چاہے گا اور جبل اُحد کے عقب میں پڑاؤ ڈالے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جرف میں آکر ٹھہرے گا تو فرشتے اس کا رُخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں ہلاک ہوگا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۳۷۹_۲۹۴۳)

اور مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ دجال اس شور زمین میں وادی قناۃ کی گزرگاہ تک آئے گا۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۵۳۵۳)

اب آگے پڑھیے۔

☆ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کا وصال ہوا ہے اس خطہ سے افضل ترین کوئی خطہ نہیں۔ (خلاصۃ وفاء صفحہ ۱۲)

☆ خلیفہ اوّل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کا وصال اسی جگہ ہوتا جو اسے زیادہ پسند ہو۔ (خلاصۃ وفاء صفحہ ۱۳)

☆ حضور پُرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا! روئے زمین پر مجھے اپنی قبر کے لئے کوئی اس جگہ (مدینہ منورہ) سے زیادہ محبوب نہیں۔ (خلاصۃ وفاء صفحہ ۱۳ اور ۱۷)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ایک وقت آئے گا آدمی اپنے اہل وعیال کو دوسری جگہ بلائے گا۔ حالانکہ مدینہ منورہ ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ (وفاء الوفا صفحہ ۳۵)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے اللہ تو نے مجھے اس سرزمین سے ہجرت کا حکم دیا جو مجھے محبوب تھی اب مجھے ایسی سرزمین میں ٹھہرا جو تجھے زیادہ محبوب ہو۔ (رواہ الحاکم، خلاصۃ الوفاء صفحہ ۳۴)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص نے مدینہ منورہ کی مشکلات پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔ (خلاصہ صفحہ ۱۳ کنز العمال صفحہ ۱۲۵)

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا والمدینۃ خیر من مکہ مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ (وفاء الوفاء صفحہ نمبر ۳۷ جلد نمبر ۱)

☆ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! مدینہ منورہ میرا مقام ہجرت ہے یہیں میری قبر ہوگی یہیں سے قیامت کو اٹھوں گا میری امت پر لازم ہے میرے پڑوسیوں کی حفاظت کرے اور کبیرہ گناہوں سے بچے۔ (وفاء الوفاء صفحہ ۴۷_۴۸ جلد نمبر ۱)

مدینہ منورہ کے لئے دعا: حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ تعالیٰ ہمارے مدینے میں برکت بخش اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں جمع فرما دے یعنی مدینہ منورہ میں تین

WWW.NAFSEISLAM.COM

گناہ برکت فرمادے۔ (خلاصۃ الوفاء صفحہ ۳۱)

دوسری حدیث شریف میں فرمایا! اے اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے نبی اور خلیل ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی میں مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں اور اتنی ہی مزید۔

(خلاصۃ الوفاء صفحہ ۲۲ کنز العمال صفحہ ۲۷ جلد اول)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! مدینہ منورہ کے دروازے پر فرشتے مقرر ہیں اس مقدس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہ ہوسکیں گے۔ (خلاصۃ الوفاء صفحہ ۲۶، بخاری شریف صفحہ ۲۵۲ جلد ۱)

☆ دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کو فرشتوں نے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے۔ (خلاصۃ الوفاء صفحہ ۲۱)

☆ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں پر حاوی ہوگی تمام سے افضل ہوگی۔ لوگ یثرب کہتے ہیں وہ مدینہ منورہ ہے۔ (بخاری شریف صفحہ ۲۵۲ جلد ۱)

یہ تو تھے مدینہ منورہ کے فضائل جو ہم نے اس لئے بیان کئے کہ قارئین کو پتہ چل جائے کہ ہم کس عظمت والے شہر کا ذکر رہے ہیں اب آگے ملاحظہ فرمائیے۔

ہمارا معمول تھا کہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھا کر دو گھنٹے آرام کرتے پھر اُٹھ کر چائے وغیرہ پی کر حرم روانہ ہوجاتے عموماً ہم ساڑھے گیارہ یا بارہ بجے تک حرم پہنچ جاتے پہلے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سلام پیش کرتے اس کے بعد اگر ریاض الجنۃ میں جگہ مل جاتی تو وہاں ورنہ وہیں آس پاس کسی جگہ نوافل، تلاوت قرآن، وظائف وغیرہ پڑھتے فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا رات ایسے گزرتی کہ وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوتا تھا نہ نیند نہ بھوک اور نہ سستی بلکہ عجیب کیف و سرور میں رات گذرتی دل چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ کی یہ راتیں طویل ہوجائیں فجر کی نماز کے بعد ہوٹل آکر ناشتہ کرتے اور سو جاتے پھر ظہر تک آرام کر کے فریش ہوجاتے ہمارے ساتھ فیضان اشرف اور بلال اشرفی کا بھی یہی معمول تھا بلکہ یہ دونوں حضرات تو عبادت و ریاضت میں مجھ سے بہت آگے تھے ایک دن ہم فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آرہے تھے کہ والد محترم اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے مرید جناب زاہد قریشی اشرفی کے بھانجے جناب شعیب صاحب سے ملاقات ہوئی وہ اپنی اہلیہ اور والدہ کے ہمراہ حج پر آئے تھے بڑی محبت سے ملے ہم حرم سے ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہوگئے راستے میں انہوں نے پوچھا کہ آپ وادی بیضا گئے ہیں ہم نے کہا نہیں انہوں نے کہا اسے کشش مدینہ بھی کہتے ہیں پھر انہوں نے وہاں کی خصوصیات بیان کیں کہ وادی بیضاء کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ وہاں جاکر آپ گاڑی اسٹارٹ کر کے چھوڑ دیں تو وہ خود بخود چلنا شروع ہوجائے گی اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ سڑک پر پانی پھینکیں تو وہ نیچے آنے کے بجائے اوپر کی جانب جاتا ہے ہم نے کہا کہ یہ ساری باتیں ہم پہلی مرتبہ سن رہے ہیں۔

۲۰۰۰ء میں حج کیا حج سے پہلے اور بعد میں کئی مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل ہوئی لیکن کبھی کسی سے وادی بیضاء کے متعلق نہیں سنا شعیب صاحب نے کہا کہ ہم وہاں جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں اگر آپ ہمارے ساتھ چلنا چاہیں تو چلیں ہم نے کہا کہ ضرور جائیں گے لیکن آپ جانے سے ایک دن پہلے بتادیں تا کہ ہم اپنے دیگر

WWW.NAFSEISLAM.COM

احباب کو بھی ساتھ لے لیں اسی دوران ہمارا ہوٹل آگیا ہم ان سے مل کر ہوٹل میں داخل ہوگئے اور وہ اپنے ہوٹل کی جانب روانہ ہوگئے۔ بارہ بجے جب سو کر اُٹھے تو سید ابوالحسن صاحب کا فون آیا سید ابوالحسن صاحب ہمارے پرانے عقیدت مند ہیں یہ پہلے دبئ میں تھے وہاں کافی عرصہ رہے اس کے بعد جدّہ آگئے آج کل جدّہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقیم ہیں بڑے محنتی جفاکش اور محبت کرنے والے انسان ہیں جب انہیں ہمارے حج پر آنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے مکہ میں فون کرکے خیریت معلوم کی اور ملاقات کی خواہش بھی ظاہر کی ہم نے انہیں بتایا کہ ہمارا ۲۱ دن کا پیکج ہے ہم دو دن کے بعد مدینہ شریف جارہے ہیں انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں مدینہ شریف میں ہی آپ سے ملاقات کرلوں گا اب ان کا فون آیا کہ میں آپ سے ملاقات کے لئے آرہا ہوں ہم نے ان سے وادی بیضاء کے متعلق پوچھا اور اس کی خصوصیت بھی بتائی۔ سید ابو الحسن صاحب نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں ہے میں مدینہ شریف آرہا ہوں یہاں میرا ایک دوست کافی عرصے سے مقیم ہے اس سے معلومات کروں گا یقیناً وہ وادی بیضاء کے متعلق ضرور جانتا ہوگا ہم نے کہا ٹھیک ہے ابوالحسن صاحب نے کہا کہ میں مغرب کے بعد پہنچوں گا۔ ان سے بات کرنے کے بعد دن میں بہت سے لوگوں سے وادی بیضاء کے متعلق معلوم کیا سب ہی نے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن اتنا ضرور کہا کہ ہم نے اس کے متعلق سنا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہم نے جن صاحب سے سنا ہے وہ خود ہو کر آئے ہیں اور واقعی یہ خاص بات ہے کہ وہاں گاڑی کھڑی کردیں تو وہ خود چلنا شروع ہوجائے گی اور سڑک پر پانی پھینکوں تو وہ ڈھلان کی جانب آنے کے بجائے اوپر کی جانب جاتا ہے۔ مغرب کے بعد سید ابوالحسن صاحب ملنے کے لئے آئے لیکن وادی بیضاء کے متعلق نہ ہم نے ان سے پوچھا اور نا ہی انہوں نے کوئی بات کی وہ بھی جلدی میں تھے اور ہمیں بھی حرم جانا تھا وہ ملاقات کرکے چلے گئے رات ۱۰ بجے ان کا فون آیا انہوں نے بتایا کہ میں اپنے دوست کے ساتھ وادی بیضاء سے ہو کر آرہا ہوں جو کچھ آپ نے بتایا تھا بالکل ویسا ہی ہے پھر انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں پہلے اس لئے ہو آیا کہ راستہ دیکھ لوں اور پھر آپ کو لے جاؤں اب آپ بتایئے کہ آپ کب چلیں گے ان کی باتیں سن کر وادی بیضاء کو دیکھنے کا مزید اشتیاق پیدا ہوگیا ہم نے کہا کہ کل صبح فجر کے بعد چلیں گے سید ابوالحسن صاحب نے کہا کہ یہاں پارکنگ کا بڑا مسئلہ ہے لہٰذا میں یہاں سگنل پر آکر آپ کو بیل دے دوں گا آپ نیچے آجایئے گا پھر چلیں گے ہم نے کہا ٹھیک ہے۔

دوسرے روز فجر کے بعد حرم شریف سے باہر آرہے تھے کہ موبائل پر ابوالحسن صاحب کا فون آیا انہوں نے کہا حضرت ٹریفک کا بہت رش ہے میں اس وقت سگنل پر ہوں آپ ہوٹل کے دروازے پر آجایئے میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں ہم نے کہا ٹھیک ہے فیضان اشرف اور بلال اشرفی ہمارے ساتھ تھے ہم تینوں ہوٹل پہنچے اور انتظار کرنے لگے کچھ ہی دیر بعد سید ابوالحسن صاحب آگئے ہم سب گاڑی میں بیٹھے اور روانہ ہوگئے موسم بڑا خوشگوار تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی صبح کا وقت تو ویسے بھی بڑا سہانا ہوتا ہے اور اگر صبح طیبہ میں ہو تو بات ہی الگ اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا تھا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

وادی بیضاء: وادی بیضاء اُحد پہاڑ سے ۲۸ کلومیٹر دور ہے مدینہ منورہ سے وادی بیضاء جانے کے لئے جو راستہ ہے اسے ''طریق عثمان بن عفان،، کہتے ہیں ہم اسی راستے سے روانہ ہوئے ابتداء میں سڑک ڈبل ہے اوراس کے دونوں جانب فام ہاؤس بنے ہوئے ہیں جن کے بلند اور خوبصورت دروازے ہیں ان دروازوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں جن پر عربی میں نام لکھے ہوئے ہیں آگے چل کر سڑک سنگل ہوجاتی ہے سڑک کے دونوں جانب میدان اور میدان کے بعد پہاڑی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے شروع میں کالے اور سیاہ پہاڑ اس کے بعد سرخ اور پھر مٹیالے رنگ کے پہاڑ نظر آنے شروع ہوئے راستے میں ایک جگہ سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی تھی اور کچھ لوگ سڑک پر پانی ڈال رہے تھے سید ابوالحسن صاحب نے گاڑی روکی تو فیضان اشرف اور بلال اشرفی صاحب گاڑی سے اُترے اورانہوں نے دیکھا کہ واقعی پانی نیچے آنے کی بجائے اوپر کی جانب جارہا تھا ہم پھر روانہ ہوئے ہم نے ابوالحسن صاحب سے کہا کہ آپ گاڑی روکیں تاکہ ہم دیکھیں کہ گاڑی خود بخود چلتی ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ میں آپ کو بالکل آخر میں پہاڑ کے پاس لے جارہا ہوں وہاں سے آپ دیکھئے گا کہ گاڑی کیسے چلتی ہے۔ ہماری گاڑی تیزی سے پہاڑوں کی جانب جارہی تھی پھر سڑک ختم ہوگئی اور کچا علاقہ آ گیا تقریباً آدھے میل تک گاڑی کچے میں چلی اور پھر پہاڑ بالکل ہمارے سامنے آ گیا یعنی آگے راستہ نہیں تھا یہاں بڑے عجیب قسم کے پہاڑ تھے ان کا رنگ سیاہ اور مٹیالہ تھا کہیں بہت بڑے پتھر ایک کے اوپر ایک رکھے ہوئے تھے اور وہ دیکھنے میں اتنے وزنی لگ رہے تھے کہ ان کو اُٹھا کر رکھنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں تھا کہیں چھوٹے چھوٹے پتھر دائروں کی صورت میں رکھے ہوئے تھے غرضیکہ ماحول عجیب پُراسرار تھا۔ابوالحسن صاحب نے کہا یہ ہے وادی بیضاء ہم سب گاڑی سے اترے کچھ دیر وہاں چہل قدمی کی بلال اشرفی صاحب نے ان پہاڑوں کی تصویریں لیں اور موبائل سے موی بنائی ابوالحسن صاحب نے گاڑی موڑ کر کھڑی کردی اس وقت صبح کے آٹھ بج رہے تھے وادی میں بالکل سناٹا تھا دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا اور ہم لوگ آپس میں جو باتیں کررہے تھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ آواز پہاڑوں سے ٹکرا کر واپس آرہی ہے۔ ہم گاڑی میں بیٹھے ابوالحسن صاحب نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گاڑی خود بخود چلنا شروع ہوگئی انہوں نے کہا دیکھئے نہ میں نے گیئر لگایا اور نا ہی ایکسیلیٹر پر پیر رکھا جب ہم نے دیکھا تو واقعی ایسا ہی تھا اور کمال کی بات یہ تھی کہ گاڑی نے کچی زمین سے چلنا شروع کیا اور پھر سڑک پر آگئی اور آہستہ آہستہ اس کی رفتار تیز ہونا شروع ہوگئی ہم سب اسپیڈ میٹر کی جانب دیکھتے رہے سوئی آگے بڑھتی رہی اور ۱۱۰ کی اسپیڈ پر ۱۳ کلومیٹر تک آئی اس کے بعد رفتار آہستہ آہستہ کم ہونی شروع ہوگئی اور جب گاڑی بالکل رکنے کے قریب ہوگئی تب ابوالحسن صاحب نے کہا دیکھئے اب میں گیئر لگا رہا ہوں انہوں نے فسٹ گیئر لگایا اور گاڑی چلنا شروع ہوگئی یہ بات اگر سنی سنائی ہوتی تو انکار کیا جاسکتا تھا لیکن یہ راقم کی آنکھوں دیکھی اور مشاہدے کی بات ہے کہ نیوٹرل میں گاڑی ۱۱۰ کی رفتار سے ۱۳ کلومیٹر تک چلی اور جب وادی بیضاء ختم ہوگئی تو گاڑی کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہوگئی کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اسے وادی بیضاء کے علاوہ کشش مدینہ بھی کہتے ہیں

کیونکہ گاڑی مدینہ منورہ کی جانب ہی دوڑتی ہے یہ تو گاڑی کی بات تھی ایک صاحب ہمارے جاننے والے ملے تو انہوں نے بتایا کہ ہم تو پوری بس لے کر گئے تھے بس لوگوں سے بھری ہوئی تھی وہاں پہنچ کر ڈرائیور اپنی سیٹ پر آلتی پالتی مار کر آرام سے بیٹھ گیا صرف اسٹیرنگ کنٹرول کرتا رہا بس نے چلنا شروع کیا بدتریج اس کی رفتار تیز ہوتی گئی اور ۱۰۰ کی اسپیڈ تک آئی پھر ہلکی ہوگئی سوچنے کی بات یہ ہے کہ اب تک یہ چیز کیوں مخفی رہی راقم کے والد گرامی اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسلسل ۷ اجح کئے اور اس دوران مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی اہم زیارتیں کیں والد محترم نے ۱۹۶۲ء میں پہلا حج کیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ ۱۷ سال تک جاری رہا اس زمانے میں جن چیزوں کی زیارتیں انہوں نے کیں ان میں سے اب بہت سی ختم کردی گئیں ہیں راقم ۱۹۷۹ء میں والد صاحب اور والدہ محترمہ کے ہمراہ عمرے کے لئے گیا اور پہلی مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا اس وقت والد صاحب نے تمام زیارتیں کرائیں اور بہت سی ایسی زیارتیں بھی تھیں جو عام لوگوں کو نہیں معلوم لیکن وادی بیضاء (کشش مدینہ) کا ذکر نہیں آیا حضرت مولانا مظہر علی خاں لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ جن کی اصطفاء منزل مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھی وہ عرصہ دراز تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے لیکن انہوں نے بھی کبھی وادی بیضاء کا ذکر نہیں کیا اور اب اتنے عرصے کے بعد یہ مخفی راز لوگوں پر آشکارا ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے یہ وہی جانتا ہے بہر حال ہم وادی بیضاء سے واپس مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے راستے میں جبل اُحد آیا تو ابوالحسن صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ نے اُحد اور شہدائے اُحد کے مزارات کی زیارت کرلی ہے ہم نے کہا ہاں کرلی ہے لیکن ہم اُحد پہاڑ کو بالکل قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں کیوں کہ کاروان والے جب اپنے زائرین کو زیارت کیلئے گروپ کی صورت میں لے کر جاتے ہیں تو وہ صرف حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کے مزارات پر لے جاتے ہیں زائرین وہیں سلام پیش کرتے ہیں فاتحہ پڑھتے ہیں اور واپس آجاتے ہیں جبل اُحد کے قریب کوئی نہیں جاتا اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اُحد کے دامن میں آبادی ہے اور روز بروز اس آبادی میں اضافہ ہی ہورہا ہے اُحد کے قریب جانے کیلئے اس آبادی سے گزرنا پڑتا ہے اور وہ راستہ ہر ایک کو معلوم نہیں ہے جبل اُحد کافی لمبا ہے کسی بھی جگہ سے اس کے قریب جایا جاسکتا ہے لیکن ہم اس مقام پر جانا چاہتے تھے جہاں جنگ اُحد کے دوران جب کافروں نے نبی کریم ﷺ پر شدید حملہ کیا آپ زخمی ہوئے اور دندان مبارک شہید ہوگئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے جبل اُحد پر ایک چٹان تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی اس کھلی ہوئی جگہ جب صحابہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹھایا اور سرکار تشریف فرما ہوئے تو چٹان خود بخود کشادہ ہوگئی پھر صحابہ نے اسی مقام پر سرکار دو عالم ﷺ کے زخموں کو صاف کر کے پٹی باندھی وہ جگہ آبادی کے بالکل پیچھے ہے اور وہاں پہنچنے کے لئے گلیوں سے گزرنا پڑتا ہے اسی لئے ہر شخص وہاں نہیں پہنچ پاتا ابوالحسن صاحب کو یہ راستے معلوم تھے وہ ہمیں لے کر اس مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ (جاری ہے)

طاقت وتوانائی کا خزانہ

کھجور

ازصاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالیٰ

رمضان المبارک کی کوئی خوبصورت شام ہو، افق پر لالی بکھرنے لگے اور ریڈیو یا ٹی وی پر اعلان ہو"افطار کا وقت ہوگیا ہے"۔ آپ افطار کی دعا پڑھتے ہیں، آپ کے سامنے انواع واقسام کے پھل اور دیگر لذیز پکوان موجود ہیں لیکن آپ کا ہاتھ بڑھتا ہے اور آپ ایک عدد کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں۔کیا آپ نے سوچا ہے کہ اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دن بھر بھوک اور پیاس کی مشقت برداشت کرنے کے بعد روزہ دار کو کھجور سے افطار کرنے کی ترغیب کیوں دی گئی ہے؟

دراصل روزہ رکھنے کی وجہ سے جسمانی قوتوں میں کمی پیدا ہوجاتی ہے دوسرے دن بھر نہ کھانے کی وجہ سے معدہ میں تیزابی رطوبتیں جمع ہوجاتی ہیں۔اس لئے افطار ایسی شے سے کرنا چاہیے جو ان دو کیفیات میں مفید ثابت ہو۔کھجور میں قدرت نے ایسے اہم غذائی اجزاء شامل کردیئے ہیں جن کی ہمارے جسم کو ضرورت ہوتی ہے ۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ کھجور میں پائے جانے والی نمکیات اور معدنیات معدہ کی بڑھی ہوئی تیزابیت کو اعتدال پر لے آتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کی وجہ سے معدہ اور آنتوں پر مسکن (سکون پیدا کرنے والے) اثرات مرتب ہوتے ہیں۔خاص طور پر وہ افراد جو زخم معدہ (السر) کے مریض ہوں ان کے لئے تو ایسے عالم میں کھجور بے حد مفید ثابت ہوتی ہے اس طرح یہ بات واضح ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرنا نہ صرف باعث ثواب ہے بلکہ طبی اعتبار سے بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

کھجور صرف روزہ افطار کرنے کی صورت ہی میں مفید نہیں بلکہ اس کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔غذائیت کے لحاظ سے یہ ایک بہترین اور مقوی غذا ہے۔چند ہی چیزیں ایسی ہوں گی جو کم مقدار کے باوجود جسم کو قوت وحرارت فراہم کرنے میں کھجور کے ہم پلہ ہوں گی لیکن کھجور کو اس اعتبار سے برتری حاصل ہے کہ یہ بہت جلد ہضم ہوجاتی ہے۔کھجور کی غذائی اہمیت کا اندازہ دیئے گئے جدول (چارٹ) سے با آسانی ہوسکتا ہے۔

جدول:

نشاستہ	۳ء۶۷ فیصد
چکنائی	۴ء فیصد
کیلشیم	۳۰ء فیصد
لحمیات	۳۰۰ء فیصد
فولاد	۶ء۱۰ فیصد
فاسفورس	۸۰ء فیصد
نمی	۱ء۲۶ فیصد

اس جدول کے مطابق کھجور میں فولاد کی مقدار ۶ء۱۰ فیصد ہوتی ہے جبکہ پالک میں یہ مقدار پانچ فیصد سیب میں ۷ء افیصد، امرود میں ایک فیصد

اورانار میں ۳ء۰ فیصد ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ کھجور کو خون پیدا کرنے کا خزانہ کہا گیا ہے۔کھجور کی افادیت اس بات سے ظاہر ہے کہ اگر ایک چھٹانک انار استعمال کریں تو ۳۲ حرارت (کیلرریز) حاصل ہوں گی ،ایک چھٹانک سیب کھائیں تو ۳۵ حرارے ملیں گے،ایک چھٹانک کیلے آپ کو ۸۶ حرارے فراہم کریں گے لیکن ایک چھٹاک کھجور کے بدلے آپ کو ایک سو ساٹھ حرارے حاصل ہوں گے۔اس کے علاوہ اس میں حیاتین الف،ب،اور ج بھی مناسب مقدار میں پائے جاتے ہیں۔اور پوٹاشیم ،میگنیشیم ،تانبا،گندھک،جست،آرسینک اور آیوڈین جیسے اہم عناصر بھی موجود ہیں۔

طب کے ماہرین کے نزدیک کھجور کا مزاج گرم پہلے درجے میں اور تر پہلے درجے میں ہے۔"پہلے درجے" سے مراد ہے "کسی قدر" اگر کسی چیز کے بارے میں کہا جائے کہ وہ تیسرے یہ چوتھے درجے میں گرم،سرد،خشک یا تر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس شے میں گرمی یا متعلقہ کیفیت کی شدت زیادہ ہے۔کھجور جسم کو طاقت دیتی ہے اس کے علاوہ دماغ،اعصاب،قلب اور معدے کے لئے تقویت کا باعث بنتی ہے،انسان کو جنسی اعتبار سے طاقتور بنانے میں بہت معاون ثابت ہوتی ہے انہیں خاص طور پر کھجور استعمال کرنی چاہیے۔کھجور میں یہ خصوصیت بھی پائی جاتی ہے۔کہ یہ کمزور جسموں کو فربہ بناتی ہے۔اس لئے جو لوگ بہت دبلے پتلے ہوں یا جن کا وزن کم ہو یا نہیں سردی زیادہ لگتی ہو انہیں چاہیے کہ کھجور پابندی کے ساتھ کھایا کریں۔ایسے افراد کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ پانچ عدد کھجوریں رات کو نیم گرم دودھ میں بھگو دیں اور صبح دودھ کو جوش دے کر کھجوریں کھالی جائیں اور اوپر سے دودھ پی لیا جائے۔اس طریقے سے کھجوریں دونوں وقت بھی کھائی جاسکتی ہیں۔جنسی اعتبار سے تقویت حاصل کرنے کے لئے اسی طریقے سے چھوہارے دودھ میں جوش دے کر کھالیے جائیں اور یہ دودھ پرلیا جائے

کھجور عورتوں، مردوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید ہے اور اسے بلا جھجک استعمال کیا جاسکتا ہے۔خواتین کی بعض شکایات بھی دور کرنے کے لئے کھجور تجویز کی جاتی ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے" میرے نزدیک ایام کی تکلیف اور شدت کے لئے پکی ہوئی کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں" کھجور ولادت کے عمل میں بھی مدد دیتی ہے۔بچے کی پیدائش میں اگر دشواری ہورہی ہو تو کھجور کے سات دانے دودھ کے ساتھ کھلائے جائیں۔اس طرح سہولت کے ساتھ بچے کی ولادت ہوجاتی ہے۔نوزائیدہ بچوں کے ساتھ ایک بڑا مسئلہ انہیں ماں کی دودھ کی فراہمی ہے۔بعض عورتیں اپنے بچے کو اپنا دودھ نہیں دے سکتیں کیوں کہ وہ ناکافی ہوتا ہے۔ایسی ماؤں کو چاہیے کہ وہ دودھ کے ساتھ کھجور کا استعمال جاری رکھیں۔کھجور دودھ پیدا کرنے والے خلیات کی پرورش کرکے انہیں فعال بناتی ہے۔امراض قلب میں بھی کھجور بہت مفید ثابت ہوئی ہے روایت ہے کہ ایک صحابی رسول کے سینے میں درد اٹھا حضور ﷺ نے عجوہ (کھجور کی ایک قسم) کھجوریں بارہ عدد گٹھلیوں سمیت پیس کر پلانے کی ہدایت فرمائی۔اس طرح ان صحابی کا درد دور ہوگیا۔ان کھجور پر جو جدید تحقیق ہوئی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ کھجور میں پائے جانے والے معدنی نمکیات قلب کی حرکت کو منظم رکھتے ہیں۔دل کے سکڑنے اور پھیلنے میں کیلشیم کا بڑا دخل ہے اگر روزانہ پانچ سات دانے کھجور کے کھالئے جائیں تو یہ دن بھر کے لئے ہمارے جسم کی کیلشیم کی ضرورت پوری کردیں گے۔پھر کھجور کے استعمال سے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس طرح خون میں کولسٹرول کی مقدار نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

بڑھتی۔کولسٹرول کی مقدار خون میں بڑھ جائے تو دل کے دورے کا باعث بن سکتی ہے دماغی کام کرنے والوں کے لئے کھجور ایک بے نظیر تحفہ ہے۔چوں کہ اس میں موجود لحمیات، حیاتین اور معدنی نمکیات دماغ اور اعصاب کو طاقت بخشتے ہیں، اس کے متواتر استعمال سے نسیان (بھولنے کی بیماری) سے بھی نجات مل جاتی ہے جن لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں میں رعشہ (کپکپاہٹ) ہو وہ بھی کھجور کی مدد سے اس شکایت سے چھٹکارہ حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ یہ رعشہ بڑھاپے کی وجہ سے نہ ہو۔

کھجور بلغم کو خارج کر کے کھانسی میں فائدہ پہنچاتی ہے۔اگر اسے پابندی سے استعمال کیا جائے تو یہ پھیپڑوں کی کمزوری کو رفع کرتی ہے پھیپڑے عام طور پر بار بار کھانسی کے حملوں سے نمونیہ کے بعد کمزور ہو جاتے ہیں۔بعض بچوں کے پھیپڑے پیدائشی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔دمہ حساسی (الرجک استھما) کی وجہ سے بھی پھیپڑے کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی خشکی بڑھ جاتی ہے۔ایسی صورت میں بہتر ہوگا کہ دس کھجوروں کو گٹھلی سے الگ کر کے باریک پیس لیا جائے اور ایک اونس سفید مکھن بغیر نمک والا ملا کر نصف مقدار صبح نہار منہ اور بقیہ نصف مقدار شام چار یا پانچ بجے نوش کر لی جائے۔خیال رہے کہ اس کے فوراً بعد پانی نہ پیا جائے۔کھجور میں موجود گندھک جراثیم کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ زخموں کو بھرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔بلغمی کھانسی میں چھوہارے اور ادرک کو منہ میں ڈال کر چوسا جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔

کھجوروں کی بے شمار اقسام ہیں۔عرب میں ان کی جو اقسام مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔عجوہ، شامی، شبلی اور برنی حضور نبی کریم ﷺ نے عجوہ اور برنی کھجوروں کو بہت پسند فرمایا ہے۔برنی کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ پیٹ سے بیماریوں کو نکالتی ہے اور اس کے اندر کوئی بیماری نہیں۔برنی کھجور ایک طرف سے موٹی ہوتی ہے اور اس کی گٹھلی بہت چھوٹی اور ہلکی ہوتی ہے۔عجوہ کھجور کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "یہ جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفا ہے۔جو شخص روزانہ صبح کو سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے گا وہ زہر اور جادو سے محفوظ رہے گا" ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا "عجوہ جنت سے ہے اور اس میں بیماریوں سے شفا ہے"۔

جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کھجور میں زہر کو بے ضرر بنانے کی خاصیت موجود ہے۔وہ زہر کو ایسی کیمیائی شکل دے دیتی ہے جو جسم کے لئے نقصان دہ نہیں ہوتی۔ساتھ ہی یہ جسم میں ایسا ماحول پیدا کر دیتی ہے۔جس سے زہر کے خلاف جسم کو قوت مدافعت بڑھ جائے حضور اکرم ﷺ کو صحابہ کرام نے کھجور، ککڑی یا کھیرے کے ساتھ نوش فرماتے دیکھا۔گرم موسم میں کھجور کا اس طرح استعمال یقیناً مفید ہے کیونکہ کھجور کا مزاج قدر گرم ہے جبکہ ککڑی یا کھیرا سرد ہے۔اس لئے ککڑی کھجور کی حدّت کو معتدل کر دیتی ہے۔گردے اور مثانے کی پتھری نیز پیشاب کی سوزش میں مبتلا مریض اس ترکیب کے ذریعہ زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ ان امراض میں کھجور، کھیرا اور ککڑی مفید ہے یہ روایات بھی ملتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کھجور اور خربوزہ ایک ساتھ تناول فرمایا، کھجور کے ساتھ تل یا مکھن ملا کر نوش فرمایا۔آپ ﷺ کو حسیس بہت پسند تھا۔حسیس کھجور، مکھن اور دہی کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے یہ جسمانی طاقت کے لئے مفید ہے۔

کھجور پر ہونے والی جدید تحقیق کے بعد اب امریکہ اور

یورپ نے بھی اس مفید غذا پر توجہ دی ہے اور وہاں اسے ذوق وشوق سے کھایا جارہا ہے پاکستان میں اچھے قسم کی کھجور کثرت سے پیدا ہوتی ہے لیکن کھجور کھانے کا رواج زیادہ نہیں بڑے شہروں میں تو کھجور صرف رمضان میں نظر آتی ہے اور اس سے روزہ افطار کرنے کا کام لیا جاتا ہے لیکن افطار میں بھی ہوتا یہ ہے کہ لوگ محض ایک کھجور منہ میں رکھ کر پکوڑوں، دہی بڑوں اور دیگر چٹپٹی چیزوں کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں حالانکہ دن بھر کے روزے کے بعد کھجور سے فائدہ اٹھانا مقصود ہو تو چار چھ کھجوریں کھانی چاہئیں۔ بہتر یہ ہے کہ دودھ یا پھلوں کے رس کے ساتھ نوش کی جائیں۔ ایک اور طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ کھجور کی گٹھلی نکال کر اندر بالائی بھر دی جائے اور پھر ٹھنڈا کر کے اس سے روزہ افطار کیا جائے یہ لذت کے ساتھ ساتھ تقویت بھی فراہم کرے گی اور گلے کی خراش کو بھی دور کرے گی اس کے علاوہ کھجور میں جو کسی قدر گرمی موجود ہے اسے بھی استدلال پر لائے گی۔

پاکستان میں کھجور کم استعمال ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ لوگ اس کی غذائی اہمیت سے ناواقف ہیں، دوسرے بہت سے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ اس کی تاثیر بہت زیادہ گرم ہے، تیسرے اسے توڑنے، پیک کرنے، لانے لے جانے، ذخیرہ کرنے اور فروخت کرنے کے طریقے صاف ستھرے نہیں ہیں اسے دھول مٹی سے بچانے کی مناسب طور پر کوشش نہیں کی جاتی۔ اس کے بعد چٹائی یا پٹ سن کی بوریوں میں بے دردی سے دبا کر بھر دیا جاتا ہے جس سے اس کا شیرہ بہ جاتا ہے۔ پھر فروخت کرتے ہوئے سڑکوں پر کھلے عام بیچتے پھرتے ہیں اس طرح کھجوروں پر گرد وغبار پڑتی ہیں مکھیاں اپنا ڈیرہ جما لیتی ہیں اس کے علاوہ جب اسے فروخت کیا جاتا ہے تو یہ پرانے اخبار کی پڑیہ بنا کر گاہک کے حوالہ کر دیا جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ کھجور کو صاف کر کے پیکٹوں میں بند کر کے فروخت کیا جائے۔ چند سال سے ایک کمپنی نے اس پر توجہ دی ہے اور کھجور کو صفائی کے تمام مرحلوں سے گزارنے کے بعد پیکٹوں میں بند کر کے پیش کیا جاتا ہے بعض اوقات کھجور کے اندر کی گٹھلی نکال کر اس میں بادام رکھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس کی لذت اور افادیت دونوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

کھجور پاکستان کی ملکی پیداوار ہے اور ارزاں نرخوں پر بھی دستیاب ہے لیکن اسے اب تک اس طریقہ پر پیش نہیں کیا گیا کہ گھر گھر اس کا استعمال عام ہوجائے اس سے جام، جیلی بسکٹ، چاکلیٹ بنائے جاسکتے ہیں۔ یہ چاکلیٹ اور بسکٹ عام طور پر ملنے والے چاکلیٹوں اور بسکٹوں سے بہت بہتر اور مفید ہوں گے۔

پختہ کھجور سے شکر تیار کی جاسکتی ہے۔ کھجوروں سے نہایت لذیز حلوہ بھی بن سکتا ہے اس کے علاوہ کھجی (خام کھجور) کا اچار بھی ڈالا جاسکتا ہے اور اس کی بہت خوش ذائقہ چٹنی بھی بنتی ہے لیکن یہ چیزیں محدود پیمانے پر چند گھروں میں تیار ہوتی ہیں اگر کوئی ادارہ انہیں تجارتی پیمانے پر تیار کر کے صاف ستھری بوتلوں میں پیش کرے تو یقین ہے کہ انہیں قبول عام حاصل ہوگا اور یہ بہت پسند کی جائیں گی۔

اس بات کا خیال رہے کہ ذیابیطس کے مریضوں کو اور ایسے افراد کو کھجور استعمال نہیں کرنی جن کا وزن بہت بڑھ گیا ہو۔

مختصر یہ کہ کھجور بھی اللہ رب العالمین کی عطا کردہ بیش بہا نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی مناسب قدر اسی وقت ہوسکتی ہے کہ اسے مناسب طریقوں سے استعمال کر کے اس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

عرفان شریعت

مفتی الاشرف

سوال: نیت کی تعریف کیا ہے اور نماز میں نیت کی کیا اہمیت ہے؟
جواب: نیت دل کے پختہ ارادہ کا نام ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں مگر زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت کرے اور زبان سے مغرب نکل جائے تو نیت کا اعتبار ہوگا نماز ہو جائیگی۔

سوال: اگر ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو کتنی مرتبہ سجدہ سہو کرنے ہونگے؟
جواب: ایک نماز میں کتنے ہی واجب ترک ہو جائیں سجدہ سہو ایک مرتبہ ہی کرنا ہوگا۔

سوال: نماز پڑھتے ہوئے اگر ٹوپی سر سے گر جائے تو اس کو اُٹھانا صحیح ہے یا غلط؟
جواب: نماز میں گری ہوئی ٹوپی اُٹھا کر سر پر دوبارہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں مگر عملِ کثیر نہ کرنا پڑے۔ عملِ کثیر کرنے سے نماز مکروہِ تحریمی ہو جاتی ہے۔ (عملِ کثیر کی تعریف یہ ہے کہ نماز میں کوئی کام دونوں ہاتھوں سے کرنا مثلاً دونوں ہاتھ سے کُرتے کو صحیح کرنا یا شلوار کو اُٹھانا)

سوال: (۱) کیا اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے مزارات کو سجدہ کرنا درست ہے یا غلط؟
(۲) اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی قبور کو اور رداءِ مبارک کو از راہِ محبت بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: (۱) مزارات کو سجدہ کرنا حرام ہے۔
(۲) بزرگانِ دین کے مزارات کو، رداءِ مبارک کو بوسہ دینا جائز ہے۔

سوال: عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی سے جھگڑا کیا اور غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دی۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے باہر چلا گیا۔ ایک دوست نے پوچھا کیا بات ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا۔ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ کچھ دیر کے بعد عبدالرحمٰن کا غصہ کم ہوا تو اُسے بیحد صدمہ ہوا اور اس نے بیوی کے سامنے اظہارِ افسوس کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟
جواب: اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ عبدالرحمٰن عدت کے اندر بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتے ہیں اور بعد عدت کے نکاح جدید بغیر حلالہ کے کر سکتے ہیں۔

سوال: زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میرے ساتھ چلو اگر تمہارے والدین نہیں بھیجیں گے تو میں دوسری شادی کرلوں گا اور پھر تم کو تمام عمر نہیں لے جاؤنگا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟
جواب: اگر نیتِ طلاق نہ تھی تو طلاق نہ ہوئی۔

وظائفِ اشرفیہ

حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

شوال المکرّم کے خصوصی وظائف:

شعبان المعظم کے مہینے میں ہم نے شعبان اور رمضان المبارک کے خصوصی وظائف دیئے تھے جو عشروں کے حساب سے تھے یعنی ہر عشرے کے وظائف علیحدہ تھے یاد رہے کہ یہ تمام وظائف وہ ہیں جو حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے تحریر فرمائے آپ ہر سال مریدین و معتقدین کے لئے رجب سے سوال تک تمام مہینوں کے خصوصی وظائف تحریر فرماتے تھے اس کے علاوہ ہر اتوار کو درگاہ عالیہ اشرفیہ میں ہونے والی روحانی تربیتی نشست میں بھی وظائف اور طریقت سے متعلق دیگر اہم چیزیں بیان فرماتے تھے جو الحمد للہ کیسٹ میں محفوظ ہیں ہم انہی سے استفادہ کرتے ہوئے شوال المکرّم کے خصوصی وظائف قارئین الاشرف کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور یہ نہایت مجرّب ہیں انہیں کسی بھی نیک مقصد کے حصول کے لئے پڑھا جاسکتا ہے۔ شادی، اولاد، کاروبار میں ترقی، قرض، مقدمہ میں کامیابی، امتحان میں کامیابی غرضیکہ کسی بھی پریشانی باہم مقصد کے لئے خلوص نیت کے ساتھ پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور فائدہ ہوگا۔

۲ شوال سے ۱۱ شوال تک

روزانہ بعد نماز فجر ۱۱ مرتبہ درود تاج

ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ استغفار۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

۱۲ شوال سے ۲۱ شوال تک

روزانہ بعد نماز فجر سورۂ کوثر ۱۰۱ مرتبہ

ہر نماز کے بعد "وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير"۔ ۲۰۰ مرتبہ اوّل آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ

۲۱ شوال سے ۳۰ شوال تک۔

بعد نماز فجر سورۂ یٰسین مرتبہ

ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰه. ۲۰۰ مرتبہ اوّل آخر درود شریف

الاشرف نیوز

سید صابر اشرف جیلانی

درس قرآن:۔

حلقہ اشرفیہ کھارادر کے زیر اہتمام ۱۷ جولائی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء قاضی مسجد کھارادر میں درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ جس سے درگاہ عالیہ اشرفیہ کے سجادہ نشین فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب کیا۔ آپ نے ”باطنی طہارت“ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک ہے ظاہری طہارت و پاکیزگی اور ایک ہے باطنی طہارت و پاکیزگی۔ ہم صرف ظاہری طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اپنے جسم کو اور اپنے لباس کو پاک کر لیتے ہیں لیکن باطن کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں۔ اور باطنی پاکیزگی حاصل کرنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کرتے۔

جب تک انسان کا باطن پاک نہ ہو۔ ظاہری پاکیزگی مؤثر نہیں ہوسکتی ہمیں چاہیے کہ جس طرح ہم ظاہری طور پر پاک اور صاف رہتے ہیں اسی طرح باطنی پاکیزگی بھی حاصل کریں۔ یعنی اپنے قلب و نگاہ کو پاک و صاف رکھیں اپنے خیالات کو پاکیزہ رکھیں۔ اور یہ چیز صحبت صالح اور ذکر الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے اور ہمہ وقت اپنے قلب و زبان کو ذکر الٰہی اور ذکر رسول ﷺ سے مزین رکھیں۔ آپ نے ایک گھنٹے مدلل خطاب فرمایا۔ حلقہ اشرفیہ کھارادر کے تمام اراکین وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ اور عوام اہلسنت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

درس قرآن:۔

جماعت اہل سنت کراچی کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن ۱۸ جولائی بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد محمدی زمیندار چوک گلبہار میں منعقد ہوا۔ جس سے خطاب کرتے ہوئے درگاہِ عالیہ اشرفیہ کے سجادہ نشین فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ”موت وحیات“ ایک امتحان ہے اللہ تبارک تعالیٰ ان دونوں کے ذریعے ہمارا امتحان لیتا ہے۔ جس طرح تمام انسانوں کی زندگیاں ایک طرح نہیں اسی طرح سب کی موت بھی ایک طرح نہیں۔ سارے جنازے ایک طرح نہیں ہوتے۔ کچھ جنازے وہ ہوتے ہیں جو شرکت کرنے والوں کی وجہ سے بخشے جاتے ہیں اور کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں جن میں شرکت کرنے والے جنازے کی وجہ سے بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ساری قبریں بھی ایک طرح نہیں ہوتیں۔ کچھ قبریں وہ ہیں جن کو کھود کر دیکھا جائے تو ہڈیوں کے سوا کچھ نہ ملے اور کچھ وہ ہیں جنہیں ۱۴ سو سال بعد بھی قبر کھول کر دیکھا گیا۔ تو اسی جسم اور کفن کے ساتھ موجود ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایسے لوگوں کی اتباع اور فرمانبرداری کریں۔ جن کی زندگی اور موت دونوں ہی قابلِ

WWW.NAFSEISLAM.COM

رشک ہیں۔ درس قرآن کی یہ محفل عشاء کی اذان کے قبل اختتام پزیر ہوئی۔ اس محفل میں جماعت اہل سنت کے تمام اراکین ممبران اور عوام اہل سنت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

شب بیداری۔ بسلسلہ شب برأت:

درگاہِ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی میں حسب معمول شب برات کے سلسلے میں شب بیداری کا پروگرام ہوا۔ اگر چہ صبح سے شدید بارش جاری تھی اور لوگوں کی آمد کے امکان بہت کم تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ مغرب تک بارش رک گئی۔ اور عشاء کے بعد لوگوں کی آمد شروع ہوگئی۔ کیونکہ درگاہِ شریف میں پوری رات عبادت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اس لئے لوگ دیگر مقام سے ہوکر درگاہِ شریف میں حاضری دیتے ہیں اور پوری رات یہاں گزار کر دعا میں شرکت کر کے سحری وغیرہ کھا کر نماز فجر کے بعد جاتے ہیں۔بارہ بجے درگاہ شریف میں کافی لوگ جمع ہو چکے تھے۔درود شریف اور استغفار کا ختم جاری تھا۔ بہت سے لوگ جامع مسجد قطب ربانی میں نوافل ادا کر رہے تھے بہت سے مریدین ومعتقدین قطب ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی اور اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہما کے مزاراتِ مقدسہ کے چاروں طرف بیٹھ کر تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔ درمیان میں نعت خوانی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ۲ بجے سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ حضرت فخر المشائخ ابو المکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالیٰ تشریف لائے اور آپ نے آدھا گھنٹہ توبہ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد ذکر حلقہ ہوا پھر اجتماعی خصوصی دعا ہوئی۔ دعا کے بعد خصوصی نقش حاضرین میں تقسیم کئے گئے کیونکہ سحری کا اہتمام بھی تھا اس لئے حاضرین سحری کھا کر رخصت ہوئے۔اس طرح یہ روحانی اجتماع اختتام پزیر ہوا۔

اظہار تعزیت:

سلسلہ اشرفیہ کی روحانی شخصیت حضرت مخدوم زادہ سید محی الدین اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالیٰ کی اہلیہ محترمہ جو صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالیٰ کی ساس بھی تھیں ۔۳۱ جولائی بروز ہفتہ شام ۵:۴۵ پر طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئیں۔ " انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" مرحومہ بڑی نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔اُن کی نماز جنازہ جامع مسجد صدیق اکبر گلشن اقبال میں بعد نماز ظہر ادا کی گئی درگاہِ عالیہ اشرفیہ کے سجادہ نشین حضرت فخر المشائخ ابو المکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔خانوادہ اشرفیہ کے تمام افراد نے اس میں شرکت کی۔ ان کی تدفین عیسیٰ نگری قبرستان میں ہوئی" ہم ادارہ الاشرف" کی جانب سے جناب حضرت سید محی الدین اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے صاحبزدگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)

درس قرآن:۔

۶ اگست بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد نورانی G.11 میں ماہانہ درس قرآن ہوا۔جس سے سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ حضرت فخر

المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے استقبال رمضان کے متعلق خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک کا مہینہ عنقریب ہم سب پر سایہء فگن ہونے والا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم آنے والے مہمان کا استقبال کریں۔ اور استقبال کا طریقہ یہ ہے کہ اُس میں عبادت کرنے کی نیت ابھی سے کرلیں اور اس کے ہر ہر لمحہ کو عبادات اور نیک کاموں سے مزین کرلیں تاکہ اس ماہِ مبارک کے پورے پورے فیوض و برکات کو حاصل کرسکیں۔

جلسہ تقسیم اسناد وانعامات:

جامعہ مسجد حنفیہ لیاقت آباد میں ۷ اگست بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ایک جلسہ بسلسلہ تقسیم اسناد وانعامات منعقد ہوا۔ جس سے حضرت علامہ مفتی آثار اللہ نعیمی اور مولانا محبوب سعیدی، مدرسہ کے مہتمم حافظ عبدالہادی قادری نے خطاب کیا۔ جبکہ مہمان خصوصی سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے سب آخر میں خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے حفظ قرآن کی فضیلت احادیث کی روشنی میں بیان فرمائی۔ بعدازاں اپنے دست مبارک سے فارغ التحصیل حفاظ اور ناظرہ کلام پاک مکمل کرنے والوں میں اسناد وانعامات تقسیم کیے جلسہ رات ۱۱:۳۰ بجے اختتام پزیر ہوا۔ آخر میں مسجد کے مہتمم حافظ عبدالہادی قادری مدظلہ العالی نے تمام علماء کرام مہمان خصوصی اور حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا۔

لوٹ مار، قتل وغارت گری اور املاک جلانے والو!

خدا کے عذاب سے ڈرو!

اللہ تعالیٰ سے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔۔۔وہ تمھارے دلوں کا حال اور تمھاری نیتوں کو خوب جانتا ہے۔ اس کا قہر وعذاب ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کے باغی ہیں جو ظالم وجابر ہیں جو قاتل ودہشت گرد ہیں اور لوگوں کی املاک جلانے والے ہیں۔

یادرکھو!

اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اللہ کا غضب جب نازل ہوتا ہے تو پھر بچانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اپنے اعمال بد اور افعال قبیح سے باز آجاؤ۔ موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے دوسروں کو موت کی نیند سلانے والوں موت خود تمہارے تعاقب میں ہے۔۔۔تمہارا مردہ ضمیر اگر نہ جاگا تو یقین کرو تمہاری یہ زندگی موت سے بدتر ہو جائے گی کسی کل چین نہیں آئے گا۔۔۔سکون کو ترسو گے۔۔۔اطمینان قلب کے لئے تڑپو گے لیکن نہ سکون واطمینان میسر آسکے گا اور نہ آرام وسکون ملے گا۔ تمہارا اپنا ضمیر تمہیں تڑپا تڑپا کے مارے گا۔

ڈرو اس وقت سے جب تم خود اپنے ضمیر کی عدالت میں مجرم کی طرح کھڑے ہوگے۔۔۔اپنے گناہوں پر شرمسار ہوجاؤ۔ توبہ کرلو۔۔۔ اور اپنے رب سے معافی طلب کرلو۔۔۔وہ بڑا غفورالرحیم ہے۔۔۔ گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تو وہ معاف کردے گا بشرطیکہ سچے دل سے توبہ کرو۔۔۔گڑگڑا کر معافی مانگو۔۔۔

(عارف دہلوی مرحوم)